قرآن وحدیث اور مفسرین ومحدثین عظام، ائمہ لغت وفقہاء کرام کی تحقیقات کے مطابق
معذور شخص کے لیے کرسی پر نماز کے جواز اور تندرست کے لیے عدم جواز پر پہلا تفصیلی مقالہ

کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت



از قلم

استاذ العلماء مفتی ضمیر احمد مرتضائی حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
متخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ نعیمیہ، لاہور

مسلم کتابوی لاہور

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ﴿۴﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ﴿۵﴾ (سورۃ الماعون: ۴-۵)

"ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔"

الحکم الشرعی فی الصلاۃ علی الکرسی

کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت

قرآن وحدیث اور مفسرین ومحدثین عظام، ائمہ لغت وفقہاء کرام کی تحقیقات کے مطابق

معذور شخص کے لیے کرسی پر نماز کے جواز اور تندرست کے لیے

عدم جواز پر پہلا تفصیلی مقالہ

از

استاذ العلماء مفتی ضمیر احمد مرتضائی حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

متخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور 042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

نام کتاب: : کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت
ازقلم : مفتی ضمیر احمد مرتضائی مدظلہ العالی
کمپوزنگ : عبدالرحمن انور
صفحات : ۸۰
سالِ اشاعت : ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ
پرنٹرز :
تعداد : گیارہ صد
ناشر : مسلم کتابوی
قیمت :

ملنے کے پتے

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور
مکتبہ مرتضائیہ قلعہ شریف ڈاکخانہ ناظر لبانہ تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ
دارالنور، کچا رشید روڈ، لاہور
نظامیہ کتاب گھر، اردو بازار لاہور
نعیمیہ بک سٹال، اردو بازار لاہور
مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

انتساب

حضور شیخ المشائخ محقق ومدقق، مناظر اسلام، امام العاشقین، برہان الواصلین
حضرت خواجہ عالم

پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رحمۃ اللہ علیہ

اوران کے لختِ جگر، نورِ نظر، حامل علم لدنی، مادرزاد ولی اللہ، مردِ حق، مناظرِ اسلام
شیخ الفقہاء والمحدثین استاذ العلماء
فضیلۃ الشیخ حضرت خواجہ عالم

پیر نور محمد مرتضائی فنافی الرسول رحمۃ اللہ علیہ

اوران کے خلف الرشید، شاگردِ حمید، علوم مرتضائیہ کے امین پروردہ آغوشِ ولایت
حضور فضیلۃ الشیخ قبلہ جہاں حضرت علامہ ومولانا

میاں نذیر احمد نقشبندی مرتضائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے نام
جن کی نظر عنایت اور فیضانِ کامل سے اس ادنیٰ خاکسار کو
دینِ متین کی خدمت کا موقع میسر آیا۔

(والحمد للہ علی ذلک)

اِھداء

بندہ اپنی اس کاوش کو اپنے پیارے والدین کے لیے ہدیہ تبریک رکھتا ہے۔ جن کی شب و روز تربیت، محنت اور محبت نے مجھے قلم چلانے کے قابل کیا۔ اس نعمت عظمیٰ کی عطا پر اپنے تمام محسنین کو نہیں بھلا سکتا۔ خصوصاً میرے اساتذہ اس ہدیہ کے لائق ہیں۔

''جن کی تربیت علم میں خلوص کا درس دے۔''

''جن کی جلوت، خلوت اطاعت الٰہی میں یکساں رہے۔''

''جن کی قربت دین متین کی خدمت کا جذبہ اور عشق رسول ﷺ میں وارفتگی پیدا کرے۔''

''خصوص علی الخصوص میرے درس نظامی کے سب سے پہلے استاد محترم، میرے پیارے ماموں جان استاذ العلماء و الفضلاء حضرت علامہ و مولانا فضیلۃ الشیخ **صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو انتہائی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط

ضمیر احمد مرتضائی غفرلہ الباری

فہرست

تقریظ جلیل

ادیب اہل سنت استاذ العلماء صاحب تصانیف کثیرہ

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا دربار کمپلیکس، لاہور

زمانے کے تغیر و تبدل سے احکام فقہیہ کا از سر نو جائزہ لینا اور جہاں تک ممکن ہو اور فرائض و واجبات میں کوئی تبدیلی نہ آئے، علماء دین کا فرض ہے کہ خداداد اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے امت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔

دور حاضر کے مسائل میں ''کرسی پر نماز'' ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس لیے افراط و تفریط سے پاک فقہی حکم بتانا ضروری ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی ضمیر احمد مرتضائی مدظلہ نوجوان فضلاء میں ایک اہم علمی مقام و مرتبہ کے حامل ہیں جو مختلف فقہی مسائل پر قلم فرسائی کر چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت'' آپ کا علمی شاہکار ہے جس میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ بلا ضرورت کرسی پر نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن جو افراد سجدہ نہیں کر سکتے ان کے لیے کرسی پر اشارے کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کو اس کتاب مستطاب سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

۱۱-۰۶-۲۰۱۵

تقریظ جمیل

جمال العلماء ادیب شہیر، فصیح اللسان

رئیس المدرسین استاذ العلماء والفضلاء، پیر طریقت رہبر شریعت

صاحبزادہ فضیلۃ الشیخ

حضرت علامہ ومولانا ابو النور خلیل احمد مرتضائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ مرتضائیہ قلعہ شریف

سجادہ نشین آستانہ عالیہ مرتضائیہ قلعہ شریف

عالم نبیل فاضل جلیل عزیزم برخوردار علامہ مولانا مفتی ضمیر احمد مرتضائی زید علمہ واخلاصہ میرے بھانجے بھی ہیں اور درس نظامی کے ابتدائی چار سال تک میرے پاس جامعہ مرتضائیہ قلعہ شریف میں زیر تعلیم بھی رہے ہیں، ذہین وفطین ہونے کے ساتھ ساتھ محنت کے خوگر بھی ہیں۔ آپ ماشاء اللہ حافظ قرآن بھی ہیں اور زمانہ طالب علمی سے ہی پابند صوم وصلاۃ بھی ہیں۔ علاوہ ازیں اسباق کے تکرار ومطالعہ، عبارت پڑھنے اور سبق بیان کرنے میں بھی آپ امتیازی اوصاف کے حامل رہے ہیں۔ آپ کے علمی شغف کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ بعد نماز عصر میں اپنے باغات کی جانب پیدل جایا کرتا تھا اور برخوردار موصوف ہاتھ میں کتاب پکڑے میرے ساتھ پیدل چلتے چلتے سبق بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ زمانہ طالب علمی سے لے کر مسند تدریس کی زینت بننے تک دینی کتب جمع کرنا، ہمہ وقت ان میں غوطہ زن رہنا اور ایک ماہر غواص کی طرح قیمتی موتی اور جواہر نکال کر لانا ان کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ حضرات ذی وقار آج عبادات سے سستی وکاہلی کے مختلف طرق رائج ہوتے جارہے

ہیں۔ قرب خداوندی سے دوری کی راہیں کھودی جارہی ہیں، اب ضرورت ہے کہ گھٹا ٹوپ تاریکیوں سے نکل کر بارگاہ قدس کی طرف اپنی توجہات کو مرکوز کیا جائے اور فیضانِ الٰہی کو معارف ومراکز سے قلوب واذہان میں سمویا جائے رب ذوالجلال نے ان مشکلات کا حل پانچ وقتی نماز میں رکھ دیا ہے۔ یقیناً نماز ایک تعلق الٰہی کا مضبوط ذریعہ ہے جو سالک کو گم گشتگیوں اور ضلالتوں سے دور رکھ کر تجلیات الٰہیہ میں غوطہ زن ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے کیفیاتِ باطنیہ کی پانچ وقتی طہارت سے دفور عشق حواس باختہ اور بیگانہ خرد نہیں رہتے بلکہ سالک بے خودی میں بھی ہوش بار رہتا ہے جو شکایت کا مداوا بھی پیش کرتا ہے اور شکر سے زبان کو لبریز بھی، قرأت صلاۃ کی تلاطم خیز موجیں چشمان مبارک سے سیلاب اُمنڈ دیتی ہیں اور قیام میں خود کو مجرم بنا کر کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع وسجود میں دوختہ لب بھی ہوتا ہے ذاکر بھی، خیال غیر سے فارغ بھی ہوتا ہے۔ غرق فکر بھی، بلکہ حقیقتِ صلوٰۃ ”سجدہ“ ان کی حرارتِ عشق میں ترقی اور بام عروج بخشتا ہے فکر وحواس کی تیزی اور کمال ایسی سجدہ کے وجود پر ہے۔ اسی واسطے قدرتِ سجدہ اس پر قیام کو فرض کرتا ہے اور اس کا عدم اسے مومی (اشارہ سے نماز پڑھنے والا) بنا دیتا ہے اور یہ سالک کی حالت ظواہر شرع کے مطابق معذور کی ہے اسی واسطے قدرت ہونے کی صورت میں وہ مقتداء وامام بن سکتا ہے۔ معذور شرعی ہونے کی صورت میں سوائے معذوروں کے امام ومقتداء نہیں بن سکتا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اس مصروف دور میں نماز کے لیے وقت بھی نکالا جائے اور ادا شدہ نماز ادا نہ ہو تو ایسا شخص اپنے آپ کو صرف نمازی سمجھنے کی خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ دار الاسلام میں رہتے ہوئے ہر مسلمان پر مسائل شرع جاننے فرض ہیں ورنہ دگنا گناہ ہوگا۔ آج کل مساجد میں رکھی

ہوئی کرسیاں ایک بدعت ہے جس کی حتی المقدور حوصلہ شکنی ضروری ہے، مساجد میں دھڑا دھڑ کرسیاں رکھنے سے پہلے بھی لوگ بیمار ہوتے تھے،لیکن نماز زمین پر پڑھتے تھے کرسی وغیرہ کا سہارا بہت کم تھا۔ اگر وہ گھر میں سجدہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے تو مسجد میں آ کر اس کے لیے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا منع ہے۔ اگر مسجد تک پہنچنے سے کرسی اس کی ضرورت بنتی ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ رکوع و سجود سے گھر میں نماز پڑھے۔ بہر کیف برخوردار مفتی ضمیر احمد مرتضائی صاحب نے اس مسئلہ پر سب سے پہلے تفصیلی تحقیق پیش کر کے **فاستبقوا الخیرات** کے مطابق اجر عظیم کے مستحق ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو قلم وقلب میں استقامت اور تدریس وتبلیغ میں جرأت عطا فرمائے۔

زیر نظر کتاب ''کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت'' ان کی محنت مسائل فقہیہ پر گرفت اور معرفت احوال زمانہ کی آئینہ دار ہے۔ جس میں آپ نے کرسی پر نماز ادا کرنے کے متعلق جملہ جزئیات کو مالہ وعلیہ سمیت بطریق احسن بیان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ برخوردار کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور دین اسلام کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو

ابوالنور خلیل احمد مرتضائی غفرلہ

۷ ستمبر ۲۰۱۵ء / ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

تقریظ عظیم

مشفق اہل سنت استاذ العلماء عالم جلیل فاضل نبیل

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد ہاشم قادری رضوی نعیمی

سینئر مدرس وانچارج شعبہ دارالافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علی آلہ و اصحابہ نجوم الھدی

نماز دین کا ستون، مؤمن کی معراج اور آقائے دو عالم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے بد قسمتی سے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد تو بے نمازی ہے اور جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی بھی مختلف حالتیں ہیں کچھ حضرات تو صحیح طور پر وضو ہی نہیں کرتے حالانکہ وضو کے بارے میں فرمایا گیا: ''الطھور مفتاح الصلاۃ'' وضو نماز کی کنجی ہے اور جب کنجی ٹھیک نہیں ہوگی تو نماز کا تالا کیسے کھلے گا؟ اور بعض ہمارے مسلمان بھائی ایسے ہیں جنھیں نماز آتی ہی نہیں۔ اگر آتی ہے تو تلفظ عموماً اتنے غلط ہوتے ہیں کہ غلط تلفظ کی وجہ سے نہ صرف نماز نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات معنی اس قدر بگڑ جاتے ہیں کہ انسان بہت بڑے گناہ کا مرتکب اور اپنی دولت ایمان کو خطرے میں ڈال لیتا ہے اور کچھ حضرات اتنی جلدی سے نماز ادا کرتے ہیں کہ تعدیل ارکان نہیں کرتے اور جس طرح مرغ زمین پر ٹھونگیں مارتا ہے ایسے ٹھونگے مار کے چلے جاتے ہیں اور نتیجتاً نماز کے ثمرات سے محروم رہتے ہیں اور نمازی حضرات کی ایک جدید قسم عصر حاضر میں متعارف ہوئی ہے جس میں دن دگنی، رات

چوگنی ترقی ہو رہی ہے وہ جدید قسم ''کرسی نشین'' حضرات کی ہے۔ کرسی کی کشش اس قدر شدید ہے کہ بہت سارے حضرات ''خود ساختہ معذور'' بن کر کرسی پر جلوہ افروز ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات بعض مساجد میں ''اپاہجوں کی فوج ظفر موج'' اس طرح حملہ آور ہوتی ہے کہ ''قحط الرجال'' کی طرح ''قحط الکرسیاں'' کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور نوبت بانجا رسید کہ تھوڑی ترمیم سے یوں کہنا پڑتا ہے ''ایک کرسی سو بیمار'' بہر حال مذکورہ تمام قسم کے نمازی بھائی صاحبان سے درمندانہ اپیل ہے کہ وہ فریضہ نماز کی درست ادائیگی کے لیے فی الفور اپنی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں تاکہ مواخذہ آخرت سے بچ جائیں۔

ہمارے برادر دینی حضرت علامہ مفتی ضمیر احمد مرتضائی صاحب زید علمہ وعملہ، لائق صد مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اہل علم کی نمائندگی کرتے ہوئے فریضۂ تبلیغ ادا کیا اور بڑی محنت اور جان فشانی سے مضبوط دلائل و براہین سے کرسی پر نماز کی جائز اور ناجائز صورتوں کی وضاحت فرما دی۔ ہمارے موصوف بحمداللہ متعدد اوصاف حمیدہ سے متصف ہیں جن میں سے ذوق تحقیق، قرطاس وقلم سے والہانہ وابستگی، تدریس کی شیفتگی اور دینی معاملات میں مشاورت اور اچھے مشورہ اور رائے کو قبول کر لینے والی عادت لائق تحسین ہیں۔ میں نے کتابچہ ''کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت'' کو مختلف مقامات سے ملاحظہ کیا۔ بعض مقامات پر ترمیم و اضافہ کا مشورہ دیا جسے حضرت موصوف نے قبول فرمایا اور اب خوبصورت دلائل سے مزین یہ رسالہ قارئین کے زیب نظر ہے اور وہ معذور افراد جو کرسی پر نماز پڑھتے ہیں ان کے لیے رہنما ہے۔ اللہ کریم مصنف علام کو بے پناہ جزائے خیر دے۔ آمین!

العبد الضعیف

محمد ہاشم غفرلہ

خویدم الطلباء والعلماء جامعہ نعیمیہ، لاہور

تقریظ کمال

محب اہل سنت استاذ العلماء عالم جلیل فاضل نبیل

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اکمل قادری رضوی

مدرس وانچارج شعبہ دار الافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین

استاذ العلماء حضرت مفتی ضمیر احمد مرتضائی زید علمہ وشرفہ کی ملاقات کا مجھے جب سے اتفاق ہوا میں انہیں مسلسل دین کی سربلندی کے لیے کوشاں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں مفتی صاحب کو تدریس میں بے پناہ ملکہ دیا ہے وہاں ساتھ ہی تصنیف کے میدان میں معاون و مددگار ہیں۔ رب کائنات نے انہیں جوانی میں ہی علماء کا منظور نظر بنا دیا ہے۔ اس وقت جامعہ ہجویریہ میں سینئر ترین مدرسین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ وہاں شعبہ تخصص کے طلباء بڑے خوش قسمت ہیں جنہیں جواں جذبہ، محنتی فقہی بصارت سے مزین استاذ میسر ہے۔ ان کی ایک اہم ترین خوبی جو میرے دیکھنے میں آئی کہ آپ علماء کے باادب ہیں، ہوں بھی کیوں نہ جن کے مربی و محسن استاذ العلماء شرفِ ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ جیسے استاذ تھے۔ اللہ کرے آخری دم تک آپ علماء حق کے دامن سے وابستہ رہیں۔ مجھے مفتی صاحب کا علمی وتحقیقی رسالہ ''کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت'' چند مقامات سے دیکھنا نصیب ہوئی۔ تحقیق سے بھرپور بیان سہل ہے۔ میرے خیال سے مفتی صاحب نے اس رسالہ میں جس طرح تحقیق انیق فرمائی اس کا خلاصہ (فلیکس پر) تحریر کر کے مساجد میں بھی آویزاں کر دیا جائے تاکہ جہاں عموماً بلاوجہ کرسی

پر نماز پڑھنے کا مرض ہے یہ خلاصہ ان کی بیماری اور لاچارگی کے تریاق کا کام کرے اور لوگ اپنی نمازوں کو خوف خدا کرتے ہوئے درست کرسکیں، آخر میں گزارش ہے کہ جس خلوص لازمہ کے ساتھ مفتی صاحب امت کے ستارہ نما بزرگ علماء اور اساتذہ سے مشاورت کرکے دن رات نت نئے مسائل حل کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے محققانہ استدلال میں اضافہ فرمائے اور ان کی کتب سے امت کو مستفیض فرمائے۔

امین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد اکمل قادری رضوی غفرلہ

شعبہ دارالافتاء والتحقیق جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۶ ستمبر ۲۰۱۵ء / ۲۱ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

ابتدائیہ

الحمدلله الذی وسع کرسیه السمٰوٰت والأرضین، والصلوة والسلام علی خاتم النبیین وعلی اله واصحابه المتبعین الطاهرین امابعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

(فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝)

ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔" (القرآن)

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ کی ذات کا کروڑہا شکر ہے جس نے ہمیں وہ دین عطا فرمایا جس میں ہر مشکل کا حل موجود ہے جس طرح یہ دین بے مثال ہے اسی طرح اس دین لانے والے کی بھی مثال نہیں۔ اب تا قیامت یہی قانونِ اسلام چلے گا کیونکہ آپ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں اور آقا کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اس امت کو بھی وہ کرامت ملی جو کسی اور امت کو نہیں۔ اس امتِ مکرمہ کی مدح خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی: (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) (ال عمران: ۱۱۰) "تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے نفع کے لیے پیدا کیا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہو۔"

لیکن میرے محترم اس امت کی خیریت اور بھلائی کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے:

"تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

آج ہم اپنے مقام کو بھول چکے ہیں ہمیں کس نہج پر چلنا ہے؟ اپنا آئیڈیل کس کو بنانا ہے؟ ترقی کی بلندیوں پر کمند کیسے ڈالنی ہوگی؟ ان سب باتوں کی فکر ہمیں تب آسکتی ہے اگر ہم اپنے مقام کو ہمہ وقت یاد رکھیں۔ لیکن کفِ افسوس رگڑنے پڑتے ہیں کہ ہماری فکر اپنی فکر نہیں رہی، بیگانی فکروں پر ہم اپنے راستوں کا انتخاب، آئیڈیل کا چناؤ اور ترقی کی راہوں کو ہموار کرتے ہیں۔ آخر اسلام کے بارے سب کچھ جانتے ہوئے کیوں الٹی گنگا بہائی جا رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے رحم و مغفرت کا الٹا مفہوم کیوں لیا جا رہا ہے؟

عشق مصطفیٰ ﷺ کے دعویٰ میں فرائض کو کیوں ترک کیا جا رہا ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ہم سے اوجھل ہوگئیں جن کی راتیں خوف الٰہی میں کانپتے گزر جاتیں۔ آنکھیں یاد الٰہی میں آنسو بہا بہا کر نشان زدہ ہو جاتیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے غفور و رحیم ہونے پر یقین نہ رکھتے تھے؟ کیا انہیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نصیب نہ تھا؟ نہیں! بلکہ رحمتِ الٰہی کو وہ ہم سے زیادہ جاننے والے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی تڑپ دل میں ہم سے زیادہ رکھنے والے تھے۔ لیکن وہ عشق و رحمت کا معنیٰ سمجھتے تھے کہ رحمت کا طالب وہی ہو سکتا ہے جو خوف رکھتا ہو۔ خوف الٰہی کے بغیر رحمتِ الٰہی کا طلبگار اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے فرائض کا تارک، عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے خالی ہے۔ یاد رہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت غفار ہے اسی طرح اس کی صفت قہار اور جبار بھی ہے۔ آج ہماری فکریں اور عبادتیں اگر ایسی ہی غلامانہ اور سستی سے بھرپور رہیں تو وہ وقت دور نہیں کہ مسلمان کفار کے ہاتھوں ایسے مارے جائیں کہ تاریخ اس کی مثال دینے سے شرمسار ہو۔ اصل مسلمانوں کی زبوں حالی کا دور تو اسی وقت سے شروع ہوتا نظر آتا ہے جب سے اصحاب عزیمت اور شیرانِ اسلام کو نصاب تاریخ کے اوراق سے سفید کر دیا گیا۔ اب

ہماری فرضی نماز میں سستی کا ایک نیا دروازہ مسجد میں رکھی ہوئی کرسیوں نے کھول دیا ہے۔ اولاً تو دیکھا گیا ہے کہ صاحب، نوکری کی خاطر نماز کو آخری عمر کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور اگر آتے ہیں تو مسجد میں اپنا انتظامی سکہ چلانے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ کبھی کسی پر بے جا فتوے صادر کرتے ہیں اور کبھی لوگوں کے منہ سے خود کو حاجی صاحب کہلوانے کی بھرپور کوشش میں رہتے ہیں۔

افسوس! شیطان کس طرح اپنے پیارے مولا کی یاد سے غفلت کے پردے ڈالتا ہے سمجھ نہیں آتی کہ جناب اچھے بھلے گھر سے پیدل چلتے ہوئے آئے۔ مسجد کی بلند سیڑھیاں عبور کیں اور آکر فوراً مریض بن کر کرسی کی زینت بن گئے۔

انہیں اگر کہا جائے کہ ان کرسیوں پر نماز اس مریض کی ہوتی ہے جو سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا آپ تو زمین پر سجدہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ تھوڑی سی ہلکی پھلکی تھکاوٹ یا جوڑوں کی درد سے نماز کا سجدہ اور قیام چھوڑ رہے ہو، تو جواب میں کہتے ہیں ارے بھئی! اللہ قبول کرنے والا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ مومنین کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا۔ لیکن عمل کر کے پیش تو کرو یہ ارکان کے بغیر ادا کی ہوئی نماز کیسا ادھورا عمل ہے۔ یہی لوگ عام دنیادار کے سامنے حاضر ہوں تو ہر اونچ نیچ بات کا خیال رکھیں ذرا بھر قانون کی مخالفت نہ کریں لیکن کیسے عظیم بادشاہ کی بارگاہ میں بیباک آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شعور، بیدار مغزی اور اسلامی فکر عطا فرمائے تاکہ ہم نماز سے جسمانی سکون حاصل کرنے کی بجائے قلبی و روحانی سکون حاصل کریں۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

۳۰ رمارچ ۲۰۰۹ء

دیباچہ طبع دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کا کروڑہا شکر ہے کہ اس نے بندہ ناچیز کو اس جدید مسئلہ پر قلم اٹھانے کی توفیق دی اور احباب فکر و دانش میں اس کی مقبولیت کو دو چند کیا، یہ سب کچھ نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت اور اساتذہ و مشائخ اور والدین کریمین کی خاص دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

بحمداللہ تعالیٰ اس تفصیلی مقالہ کو سب سے پہلے ۱۴ / ربیع الاول ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۲ / ۳ / ۲۰۰۹ بروز جمعرات کو چھپوایا گیا، پھر ماہنامہ "النظامیہ" کو ۲۵ / ربیع الاول ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۱ / ۳ / ۲۰۱۰ بروز جمعرات کچھ اختصار سے لکھ کر دیا جسے مئی اور جون ۲۰۱۰ء کے شمارہ میں شائع کیا گیا۔ اسی طرح ایک رسالہ "زنبیل فقیر" میں "النظامیہ" سے لے کر اس مضمون کو شائع کیا گیا اور اب ایڈیشن کے ختم ہونے پر احباب نے دوبارہ شائع کرنے کا کہا تو بندہ نے موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے اس میں ایک مرتبہ نظر ثانی کر لی تاکہ بندہ کے مضمون کے بعد لکھے جانے والے اسی موضوع پر مضمون کے لکھنے والوں کے لیے مزید آسانی ہو جائے اور ایک رائے پختہ ہو کر ان کے سامنے آجائے۔

بندہ کے اس موضوع پر کئی احباب سے مکالمے بھی ہوتے رہے۔ ایک دو مکالمے آپ کے سامنے بھی پیش کرتا ہوں۔

ایک صاحب کہنے لگے جناب میں سجدہ تو کر سکتا ہوں لیکن گھٹنوں میں درد ہے اور سر

چکرانے کا خوف لگا رہتا ہے۔ بندہ نے اس سے کہا سر چکرانے کی وجہ سے آپ بیٹھ کر نماز ادا کرلیں اور گھٹنوں میں اگر درد ہے تو آلتی پالتی مار کر یا گھٹنوں کو کھڑا کر کے یا ٹانگوں کو قبلہ رخ کریں لیکن سجدہ زمین پر پیشانی رکھ کر کریں۔ کہنے لگے جی نماز ہی پڑھنی ہوتی ہے اتنی تکلیف کیا اٹھانی ہے کرسی پر ہی ہو جائے گی۔ بندہ نے کہا اگر تو واقعۃً سجدہ زمین پر نہیں کر سکتے تو کرسی پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں لیکن وہ صاحب مسجد میں چیئر مین بننا ہی پسند فرماتے رہے، عذر کے ہونے یا نہ ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس بیماری میں زیادہ تر مبتلا گورنمنٹ کے کرسی پر بیٹھنے والے سرکاری ملازمین ہیں۔ شاید یہ عادت کی وجہ سے ایسے آکر بیٹھتے ہیں۔

اسی طرح ایک صاحب پڑھے لکھے معلوم ہوتے تھے کہنے لگے جناب نماز کے بارے حکم ہے کہ ایک طرف کھانا تیار ہو اور دوسری طرف نماز ہو تو دونوں میں سے پہلے کھانا کھایا جائے گا پھر نماز کو سکون سے ادا کیا جائے گا کیونکہ کھانا نہ کھائے گا تو اس کے ذہن میں کھانے کا خیال گردش کرے گا۔ اسی طرح جب بندہ نماز پڑھتے وقت اسے ذرا تکلیف ہو تو نماز میں اس تکلیف کی طرف خیال رہے گا لہٰذا کرسی پر بیٹھ کر نماز مطلقاً جائز ہونی چاہیے اور ساتھ ساتھ کہنے لگے یقیناً مفتیان کرام اس بارے ضرور جواز کا فتویٰ صادر کریں گے۔ بندہ نے ان صاحب سے کہا جناب یہ جو آپ قیاس فرما رہے ہیں درست معلوم نہیں ہوتا۔ ایک طرف "مقیس علیہ" کھانا ہے جو نماز میں آنے والے خیال کو روک رہا ہے اور دوسری طرف مقیس کرسی پر نماز ہے جو نماز میں تکلیف سے آنے والے خیال کو روک رہی ہے۔ جناب اگر سخت بھوک لگی ہو، کھانا حاضر بھی ہو، کھانے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو دل بھی اس طرف متوجہ ہو تو پھر بھی مسلمان نماز کو چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اگر وقت ختم ہونے کے قریب ہے تو وہ پہلے نماز پڑھے گا پھر کھانا کھائے گا یہ تو اتفاقاً ایسا امر ہونے کے باعث صرف جماعت کو چھوڑنے کی

رخصت کے لیے ہے اصل نماز کو چھوڑنے کی رخصت کے لیے نہیں ہے۔

جناب کرسی پر نماز ہونے کا مسئلہ اصل نماز سے ہے اگر کوئی محض ہلکی پھلکی درد کے باعث نماز سجدہ سے ادا نہیں کرتا بلکہ کرسی پر پڑھ لیتا ہے تو اس کی اصل نماز ہی نہ ہوئی۔ سو جماعت کو خیال پیدا کرنے والے امر کے باعث چھوڑنا وصف صلوٰۃ کا ترک ہے۔ جبکہ سجدہ سے نماز ادا نہ کرنے کو خیال پیدا کرنے والے امر کے باعث چھوڑنا اصل صلوٰۃ کا ترک ہے۔ اب فیصلہ جناب خود فرمالیں کہ وصف صلوٰۃ کے ترک پر اصل صلوٰۃ کے ترک کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یا نہیں؟ اور یقیناً ایسا قیاس اصولیین کے نزدیک متروک ہونے کے باعث مفتیان کرام جواز وعدم جواز کی تفصیل کا لحاظ کرتے ہوئے فتویٰ صادر فرمائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد صاحب وقتی طور پر تو خاموش ہو گئے بعد کا علم نہیں ہے۔

ایک شخص کو بندہ نے کہا اچھے بھلے تم صحت مند ہو کرسی پر نماز کیوں پڑھ رہے ہو؟ مجھے نہیں تھا علم کہ یہ صاحب بھی مسجد میں فری چیئرمین بننا پسند کرتے ہیں۔ وہ تو بھپر گئے، عجیب عجیب سی باتیں کہنے لگے ''او تم بس ہم پر خواہ مخواہ ہی فتویٰ لگاتے ہو ہم کربلا والی نماز پڑھتے ہیں''، میں نے ان سے کہا جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو سجدہ کربلا میں بھی زمین پر ادا کیا تھا۔ البتہ یزیدی فوج گھوڑوں پر چڑھی ہوئی تھی، ہو سکتا ہے کربلا میں کسی یزیدی فوجی نے زمین کی بجائے گھوڑے کی زین پر نماز ادا کر لی ہو۔ لیکن وہ صاحب تندرست ہونے کے باوجود کرسی پر نماز پڑھنے کی خاطر بڑبڑاتے رہے۔ بہر حال ہمارا کام صرف تبلیغ ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ کئی مساجد میں سے بندہ کے دروس کے باعث کرسیاں اٹھا دی گئیں ہیں اور لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق عذر ہونے کی صورت میں زمین پر بیٹھ کر اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اس اچھے فعل کے باعث ہمیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہماری عوام بھی بڑی سادہ ہے جو رواج چل نکلے اس کی اصل دیکھے بغیر اس کام میں شروع ہو جاتے ہیں۔ آج کل مساجد میں کثیر تعداد میں کرسیاں رکھوانے کو بڑی عبادت سمجھتے ہیں، خصوصاً رمضان المبارک میں بڑی دلجوئی سے یہ کام سرانجام دیتے ہیں۔ حالانکہ گناہ ہونے کی صورت میں وہ گناہ ستر گنا بڑھ بھی سکتا ہے۔

اگر ہم ان کرسیوں کی ایجاد پر نظر دوڑائیں تو دس پندرہ سال پہلے آنے والی یہ بدعت ہمیں عیسائیوں کی گرجے گھروں میں نظر آتی تھی لیکن نہ جانے کس سازش سے یہ مسجد میں داخل ہو گئیں۔ حالانکہ ہماری شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کفار سے مشابہت پر مبنی عبادت کو مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ امام کا محراب کے بالکل اندر ہو کر نماز پڑھانا مکروہ تحریمی ہے اور اس کی علت تشبہ باھل الکتاب ہے۔

بعض احباب یہ بھی ایک سوال کرتے ہیں کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مساجد کے اندر کرسیاں رکھی ہوتی ہے اگر وہاں مساجد میں کرسیاں رکھنا جائز ہیں تو یہاں ناجائز کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل اصول حدیث شریف کے مطابق یہی ہے کہ اگر سجدہ پر قدرت رکھنے والا کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ ان مقدس مقامات میں کرسی کیوں رکھی گئی ہے تو اس میں واضح بات یہ ہے کہ عمرہ اور حج کرنے والے افراد کی تعداد ان گنت ہونے کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کا شوق رکھنے والے جوان بوڑھے کمزور اور صحت مند، قابل استطاعت سبھی وہ ان مقدس مقامات کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اب ان معذور اور مجبور افراد کے لیے کرسیوں کا باہر رکھنا پھر لانا ایک مشکل معاملہ تھا جس کے پیش نظر ان کرسیوں کو ان مقامات قدسیہ میں دائمی طور پر پڑاؤ ڈالنے کا موقعہ مل گیا۔ لیکن ہمارے چیئرمین طبیعت کے افراد وہاں جا کر بھی معذور نہ ہونے کی حالت میں کرسی پر جلوہ افروز ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ تو انتہائی مقام ادب ہے۔ بات تو یقیناً سمجھ آجاتی ہے لیکن

شیطان حیلے بہانے سے ہمیں ورغلا کر ایسے ناجائز امور کی طرف لے جاتا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی بارگاہ میں پیشانی رکھنے کی توفیق اور سمجھ عطا فرمائے۔

بعض احباب نے ہمارے کرسی کے موضوع پر لکھنے کے بعد کچھ رقم فرمایا چونکہ بندہ نے نصف ذرائع یعنی بارہ انگل کو انچوں میں بیان کیا تھا تاکہ عوام کو مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے بعض نے تو انچوں کا ذکر تک ہی نہیں کیا اور بعض نے انداز تو جارحانہ رکھا لیکن چھ مقامات سے زائد پر لکھتے ہیں" تو کم از کم نو یا اٹھارہ انچ کی اونچائی پر سجدہ کر سکتا ہے۔" (مقامع الحرس، ص: ۱۱-۱۳، مطبوعہ ادارہ تعلیمات امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ، جامعہ نبویہ شرقپور شریف روڈ)

حالانکہ یہ ان کا صریح تسامح ہے کیونکہ نصف ذراع یعنی بارہ انگلی کے انچ نو ہی بنتے ہیں اٹھارہ نہیں بنتے۔

بعض احباب نے باقاعدہ عنوان دے کر لکھا" کرسی پر بیٹھنے والا پورا قیام یا کچھ قیام صف سے آگے نکل کر کرے تو اس کا حکم" اس کے تحت رقمطراز ہیں:

"ممکنہ دو صورتیں بنتی ہیں (۱) صف کی سیدھ میں کرسی ہونے کی وجہ سے وہ خود صف سے آگے جدا ہو کر کھڑا ہوگا جیسا کہ عام طور پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ (۲) یا پھر کرسی صف سے پیچھے کر کے خود صف کی سیدھ میں کھڑا ہوگا تو بیٹھنے کی صورت میں صف سے جدا ہوگا اور اس کی کرسی کی وجہ سے پچھلی صف بھی خراب ہوگی۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں صف بندی میں خلل کی مکروہ صورت کا ارتکاب لازم آئے گا جبکہ صف کی درستگی کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے کہ صف برابر ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں، سب کی گردنیں، کندھے، ٹخنے آپس میں محاذی یعنی ایک سیدھ میں ہوں۔ اب کرسی پر بیٹھنے والوں کا جائزہ لیا جائے تو جو شخص زمین پر سجدہ کرنے پر قادر نہیں اگر وہ مجبوراً کرسی پر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اسے کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھنی چاہیے تاکہ کھڑے ہونے کی صورت میں صف بندی میں خلل نہ آئے اور کراہت کا

مرتکب نہ ہو" (کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام، ص: ۷-۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بندہ کی رائے میں یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ فقہی قاعدہ ہے: **إن الرخصة لا يجلب الضرر** (رخصت ضرر کو نہیں کھینچتی) جب ایسے شخص کے لیے کرسی پر نماز کی رخصت دے دی گئی ہے تو اب فرجہ ممنوعہ یا خلل صف کا ضرر نہیں آتا، فتاویٰ شامی میں غرر، نور الایضاح، بدائع الصنائع، شرح المجمع اور بحر الرائق و نہر الفائق کتب کی تصحیح و اختیار کے حوالے سے یہ مسئلہ رقم فرمایا کہ اگر مریض کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے میں تکلیف پاتا ہے یا شرعی عذروں میں سے کوئی بھی عذر بنتا ہے تو **صلى قاعدا كيف شاء على المذهب** (مذہب مختار پر جس طرح بیٹھ سکتا ہے بیٹھ کر نماز ادا کرے)۔" (فتاویٰ شامی، ج ۲، ص ۶۸۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

مراقی الفلاح میں اس مقام پر لکھا ہے **في الأصح من غير كراهة كذا روى عن الإمام لعذر** یعنی صحیح مذہب کے مطابق جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر نماز ادا کرے یہ بغیر کراہت کے نماز ادا ہوگی۔ اسی طرح امام صاحب علیہ الرحمہ سے عذر ہونے کی صورت میں روایت مروی ہے۔ (مراقی الفلاح، ج ۲، ص ۱۲۱، مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

اس گفتگو سے واضح ہوگیا کہ جب عذر کے باعث بیٹھنے کی رخصت ملی تو اس میں "سب کی گردنیں، کندھے، ٹخنے آپس میں محاذی یعنی ایک سیدھ میں ہوں" والی بات ختم ہوگئی۔ مریض جس طرح چاہے بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز ادا کرے۔ اسی فقہی جزئیہ کے پیش نظر اگر نمازی اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہوگیا ہے تو یہ عذر بیٹھنے کے عذر سے زیادہ سخت ہے کہ بیٹھنے کی صورت میں تو سجدہ کر سکتا تھا، اب سجدہ بھی نہیں کر سکتا لیکن جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اس کے لیے رخصت موجود ہے۔ بیٹھ کر سجدہ کرنے والے نمازی کے لیے مذکورہ محاذاۃ جب قائم نہ رہی تو اشارہ سے ادا کرنے والے کے لیے کیونکر قائم رہے گا؟

پس حتی المقدور وہ صف میں برابری کی کوشش کرے گا۔ سو اشارہ سے نماز پڑھنے والا

جب کرسی پر نماز پڑھے گا جیسا کہ مقامع الحرسی کے آخر میں اور کرسی پر نماز کے احکام میں اسے تسلیم کیا گیا تو یہ اس کے اشارہ سے نماز ادا کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے اور اشارہ سے نماز پڑھنے کے طریقے کو حضور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاویٰ شامی اور عالمگیری کے حوالہ سے اپنی کتاب لاجواب بہار شریعت میں رقمطراز ہیں:

”اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا اگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔“ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ چہارم، ص ۷۲۰، مسئلہ نمبر ۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تو کیا اشارہ سے ادا کرنے والوں کے لیے صحت مند حضرات کا پیمانہ رکھنا چاہیے؟ یقیناً آپ حضرات کے لیے یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے حضرات کے لیے کرسی پر نماز ادا کرنے کی صورت میں خلل صف اور فرجہ ممنوعہ کا اعتراض درست نہیں ہے۔ مذکورہ عبارت کے آخر میں یہ بھی کہا گیا کہ ”اگر وہ مجبوراً کرسی پر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اسے کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھنی چاہیے تاکہ کھڑے ہونے کی صورت میں صف بندی میں خلل نہ آئے اور کراہت کا مرتکب نہ ہو۔“

ہم نے اپنے رسالہ میں یہ ثابت کیا تھا کہ اشارہ سے نماز ادا کرنے والے کے لیے قیام فرض نہیں رہتا یہ نہیں لکھا تھا کہ اس وقت قیام کی حالت میں نماز مکروہ ہوگی۔ اگر یہ عبارت مذکورہ ہمارے رسالہ کی اس عبارت سے مستفاد ہے تو اس کا یہ مفہوم نہیں ہے اور اگر یہ علامہ صاحب کی اپنی تحقیق ہے تو درست نہیں کیونکہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے بیٹھنے اور کھڑا ہونے کے بارے اختیار ہے۔ بعض احناف نے بیٹھنے کو افضل کہا ہے جبکہ شوافع اور امام زفر علیہم الرحمہ کے نزدیک کھڑا ہونا ضروری ہے جیسا کہ اس کے حوالے ہمارے رسالہ

میں آچکے ہیں۔ لیکن امام حلبی علیہ الرحمہ نے غنیۃ المستملی میں فرمایا قال الفقیر لو قیل إن الإيماء قائماً افضل للخروج من الخلاف لكان موجها یعنی احناف کے نزدیک بیٹھنے اور کھڑے ہونے کا اختیار ہے لیکن ”فقیر (ابراہیم حلبی) کہتا ہے اگر کہا جاتا کہ اشارہ کی حالت میں کھڑے ہو کر نماز افضل ہے اختلاف سے نکلنے کے لیے تو یہ زیادہ قابل وجہ بات ہوتی۔“ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۲۶۳، مطبوعہ مذہبی کتب خانہ، اردو بازار کراچی)

التعلیق المجلی میں اس پر مزید کلام کرتے ہوئے محدث سورتی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

”دلائل جانبین سے ہیں مشائخ نے جو فرمایا وہ اولی ہے اور دلائل میں ذکر کیے گئے، استدلال پر جو فتح القدیر میں منع وارد کیا گیا برہان حلبی نے کبیری میں اس کا اشد تقریر اور اجود تحریر سے جواب دیا ہے۔“ (التعلیق المجلی لمانی منیۃ المصلی، ص ۲۴۵، حاشیہ نمبر ۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

سو ان عبارات کا حاصل کلام یہ ہوا کہ اختلاف سے نکلنے کے باعث سجدہ پر قدرت نہ رکھنے والے کے لیے قیام افضل بتایا گیا، کم از کم اختیار دیا گیا۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا قیام کی صورت میں صف کے اندر خلل واقع کرنے والا نہ ہو کہ جب اشارہ کرنے والے کے لیے کرسی پر رخصت معلوم ہوتی ہے تو اس حالت میں اشارہ کرنے والے کے لیے جو افضل یا اختیار دیا گیا امر ہو اس حالت پر مکروہ کا حکم وارد نہیں ہوتا۔ عجب بات ہے کہ کرسی پر معذور شخص کے لیے نماز ادا کرنے کی رخصت بھی ہو اور کراہت بھی اس میں ہی لازم آ رہی ہو۔

بندہ یہی گزارش کرتا ہے کہ مسئلہ کی نزاکت کو ضرور سمجھنا چاہیے اور افراط و تفریط سے کام نہیں لینا چاہیے۔ بندہ کلیۃً مساجد میں رکھی گئی کرسیوں کی مخالفت کرتا ہے اور اس کام کو آدابِ مسجد کے خلاف سمجھتا ہے۔ ہاں جس کے لیے ضرورت پیش آئے اس کے لیے حجرۂ مسجد یا مسجد سے باہر رکھی گئی کرسی لائی جاسکتی ہے جیسا کہ آئندہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے عمل مبارک

کے حوالہ سے واضح ہوگا اور اس پر اشارہ سے پڑھنے والے مریض کی نماز بلا کراہت جائز ہے اور نماز کے بعد اس کرسی کو ممکنہ حالت میں باہر رکھ دیا جائے۔

فیشن اور عادت بناتے ہوئے تندرست بندے کا کرسی پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ایک صاحب جناح روڈ پر تیز ٹریفک میں سائیکل چلا رہے تھے پھر نماز کا وقت ہوا تو بلند سیڑھیاں چڑھ کر ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے گئے تو وہاں کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگے۔ ایک صاحب ہمارے شاہدرہ کی دولت خاں روڈ پر واقع شاہ صاحب والی مسجد میں ایک کنارے سے تختہ دار کرسی کا بالا نکال کر تقریباً ۵۲ فٹ مسافت کا سفر طے کر کے دوسرے کنارے میں لے آئے اور اس پر جلوہ افروز ہوگئے۔ساری مسجد کے لوگ اس مریض کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ہم صحت مند نیچے صفوں میں بیٹھے اتنی ہمت نہیں رکھتے اور یہ مریض صاحب کیسے باہمت مریض ہیں کہ کرسی آخر کار ان کے نیچے ہے۔ایسے آپ بہت سے واقعات ملاحظہ کریں گے جو افراط کا شکار ہوں گے۔بعض لوگ اپنے پیر و مرشد و استاد محترم کی طرف دیکھ کر کرسی پر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ہو سکتا ہے وہ واقعتہً مجبور ہوں اور اگر وہ مجبور و معذور نہ بھی ہوں تو ہمارے لیے حجت نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ ہی ہے بس۔رب قدوس ہمیں تعلیمات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ہی حجت و برہان بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی طرح زمین پر سر بسجود ہونے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ بمطابق ۶-۶-۱۵

اسلام میں کرسی کا تصور

کرسی کا لغوی معنیٰ

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

کرسی لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس پر ٹیک لگا کر بیٹھا جاتا ہے۔ثعلب نے کہا کرسی وہ ہے جو عرب کے نزدیک بادشاہوں کی کرسی کی حیثیت سے معروف ہے۔

"ٹیک لگانے کی قید سے کرسی تخت سے ممتاز ہوگئی۔"[1]

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

"زمخشری نے کہا ہے کہ کرسی وہ ہے جس پر بیٹھنے کے بعد مقعد سے زائد جگہ نہ بچے (یہ تخت اور کرسی میں فرق ہے، تخت پر بیٹھنے کے بعد جگہ باقی رہتی ہے اور کرسی میں نہیں رہتی)۔"[2]

قرآن مجید، احادیث اور آثار سے کرسی پر بیٹھنے کا جواز

قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ **حضرت سلیمان علیہ السلام کرسی پر بیٹھتے تھے:**

(ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیه جسداً)

"اور بیشک ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک جسم ڈالا۔"(القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے **حضرت جبرئیل کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا**، امام بخاری

---

[1] لسان العرب ج ۶، ص ۱۹۴، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم، ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] عمدۃ القاری، ج ۱، ص ۲۳۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

روایت کرتے ہیں:

''حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس وقت میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے نظر اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ جو فرشتہ میں نے حرا میں دیکھا تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔''[۱]

رسول اللہ ﷺ خود بھی کرسی پر بیٹھے ہیں، امام مسلم روایت کرتے ہیں۔

''حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ایک مسافر آیا ہے وہ دین کے متعلق سوال کر رہا ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو گئے، حتی کہ میرے پاس آئے ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھ گئے، میرا گمان ہے اس کے پائے لوہے کے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم سے مجھے دین کی تعلیم دی پھر آ کر اپنا خطبہ مکمل کیا۔''[۲]

علامہ نووی نے لکھا ہے: کہ رسول اللہ ﷺ کرسی پر اس لیے بیٹھے تھے کہ سب لوگ آپ کا کلام سنیں اور آپ کی زیارت کریں۔[۳]

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[۴]

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بھی کرسی تھی، امام احمد روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ رات میں نے گھر میں آہٹ

---

[۱] صحیح بخاری، ج ا ص ۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] صحیح مسلم، ج ا ص ۲۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۳] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ا ص ۲۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵

[۴] امام احمد ابن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد، ج ۵ ص ۸۰، مطبوعہ مکتبہ اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

سنی تو باہر جبریل امین تھے۔ میں نے کہا آپ گھر کے اندر کیوں نہیں آتے، کہا گھر میں کتا ہے، میں نے گھر جا کر دیکھا تو کرسی کے نیچے حسن کے کتے کا بچہ تھا۔''[۱]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کرسی پر بیٹھے تھے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

''ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا اور کہا اس بیٹھنے کی جگہ پر حضرت عمرؓ بھی بیٹھے تھے۔''

اور متعدد احادیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کرسی پر بیٹھے تھے، امام نسائی روایت کرتے ہیں۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کرسی لائی گئی اور وہ اس پر بیٹھے۔[۲]

امام نسائی نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اس کو دو سندوں سے روایت کیا ہے۔[۳]

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں بھیجے ہوئے بارہ صحابہ کے متعلق فرمایا وہ شہید ہو گئے ان کے چہرے جنت میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے تھے ان کے لیے سونے کی کرسیاں لائی گئیں۔[۴]

شیخ الاسلام امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اپنا کرسی پر بیٹھنے کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''مولانا المکرم اکرمکم وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الاول

---

[۱] مسند احمد ج ا ص ۱۰۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۲] مسند احمد ج ا ص ۱۰۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۳] مسند احمد ج ا ص ۱۳۹، ۱۲۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۴] مسند احمد، ج ۳ ص ۱۳۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ، تبیان القرآن، ج ا ص ۹۷۵، ۹۷۶، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

شریف کو آئی۔ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے ہیں۔ ❁ "[۴]

❁ جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا اس کے لیے کرسی پر نماز پڑھنی جائز ہے، ہم نے اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی عبارت کو نقل اس واسطے کیا کہ اگر مسجد میں کرسی پر نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو کرسی مسجد سے باہر حجرہ وغیرہ میں رکھی جائے پھر اسے مسجد میں لایا جائے تو نماز ادا کرنے کے بعد پھر واپس مسجد سے باہر رکھی جائے۔ مسجد کے اندر کرسیوں کا رش لگانا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ اور یہ خیال رہے کہ یہ عبارت جہاں اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے کرسی پر نماز ادا کرنے کی تعیین نہیں کرتی وہاں انکار بھی نہیں کرتی۔ تو اصل میں اس محتمل امر میں قطعیت سے ادائیگی کو متعین کر کے استدلال نہیں کیا جا رہا بلکہ کرسی پر نماز ہونے کی صورت میں متحمل امر میں بطور احتمال ذکر کر کے اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے نماز میں خشوع کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز کو ادا کرنے کا بیان کیا ہے وہ نماز ہونے کی صورت میں کوئی بھی حالت ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

[۴] فتاوی رضویہ، ج ۹، ص ۵۴۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کرسی کس کے لیے؟

"کرسی کا جو اہل ہو کرسی اسی کے لیے ہوتی ہے نااہل کا مقام کرسی نہیں ہے۔"

ہم قارئین کے سامنے اہلیت کا معیار شریعت مطہرہ کے میزان میں تولیں گے۔ جسے شریعت کرسی کے قابل قرار دے ہم اس پر مرض کے احکام بتائیں گے اور جسے شریعت کرسی کے قابل نہ قرار دے ہم اس پر تندرستی کے احکام لگائیں گے۔ شریعت اسلامیہ میں مریض اور تندرست کی نماز میں فرق ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مریض اسے کہیں گے جو جوڑوں میں ہلکی پھلکی درد یا تھکاوٹ محسوس کرے؟ نہیں بلکہ ایسا شخص تندرست کے حکم میں ہے اور کرسی پر ایسے شخص کی نماز باطل ہوگی۔

ارکان نماز

صحت اور مرض کے معیار شرعی سے قبل یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ نماز کے اندر سات فرض ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرات (۴) رکوع (۵) سجود (۶) آخری قعدہ (۷) خروج بصنعہ (اپنے عمل کے ساتھ نماز سے باہر نکلنا)۔

ان ارکان میں سے اگر ایک رکن بھی رہ گیا تو نماز باطل ہوجائے گی۔

خیال رہے کہ نماز میں فرائض اور جو اس کے ساتھ ملحق (ملے ہوئے) ہیں۔ یعنی واجبات مثلاً منت مانے ہوئے نوافل، وتر وعیدین اور سنت فجر میں واجب ہونے کے قول

کی رعایت کرتے ہوئے اصح قول کے مطابق ،قیام فرض ہے۔ [1]

صحت و مرض کا شرعی معیار

اگر مندرجہ ذیل عذروں میں سے کوئی عذر بھی پایا گیا تو نماز میں قیام چھوڑ سکتا ہے یہ خواہ ’’عذرِ حقیقی‘‘ ہو جیسے:

(۱) کھڑا ہونے سے گر جاتا ہو،

یا ’’عذرِ حکمی‘‘ ہو مثلاً:

(۲) کھڑا ہونے سے بیماری کے بڑھنے کا خوف ہو۔

(۳) کھڑا ہونے سے زخم سے پٹی گر جائے گی اور زخم خراب ہو سکتا ہے۔

(۴) کھڑا ہونے سے سر چکرائے گا۔

(۵) کھڑا ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو۔

(۶) کھڑا ہونے سے پیشاب کے قطرات ٹپک جائیں گے۔

(۷) کھڑا ہونے سے نمازی کے زخم سے خون بہہ نکلے گا۔

(۸) کھڑا ہونے سے چوتھائی ستر کھل جانے کا خدشہ ہو۔

(۹) کھڑا ہونے سے قرات سے بالکل عاجز آجائے گا۔

(۱۰) کھڑا ہونے سے رمضان المبارک کا روزہ نہ نبھا سکے گا۔

(۱۱) کھڑا ہونے میں دشمن کا خوف آڑے آتا ہو۔

(۱۲) ایسی تنگ جگہ ہو جہاں کھڑا ہونا نہایت دشوار ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی جگہ بھی نہ ہو۔ [2]

---

[1] درمختار و ردالمحتار، ج ۲، ص ۱۶۳، ۱۶۴، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

[2] درمختار، ردالمحتار، ج ۲، ص ۶۸۱، ۶۸۲، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور
البحر الرائق، ج ۲، ص ۱۹۹، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ان تمام صورتوں میں یا اس جیسی دیگر صورتوں میں سے اگر کوئی ایک صورت پائی جائے تو نماز بیٹھ کر اور سجدہ کر کے ادا کی جائے گی۔ اس مرض سے فقط قیام ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس حالت میں قیام حرجِ عظیم ہے جسے شریعت میں اٹھا لیا گیا ہے۔ [1]

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے آپ فرماتے ہیں مجھے بواسیر کا مرض تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کی ادائیگی کے بارے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب)) [2]

’’نماز کو (اولاً) کھڑے ہو کر پڑھو اگر طاقت نہ رکھو تو بیٹھ کر پڑھو اگر اتنی بھی طاقت نہ رکھو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز ادا کرو۔‘‘

محض تھکاوٹ وغیرہ کی وجہ سے قیام کو چھوڑنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے ترک قیام کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے کچھ ایسا فرمایا۔ (سوال و جواب نقل ہے):

((فتاویٰ رضویہ جلد ۶ پر مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو))

مسئلہ ۴۰۵: مرسلہ محمود حسین، ۵ محرم الحرام ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز کھڑے ہو کر بوجہ عذر بیماری کے نہیں پڑھ سکتا ہے تو اس صورت میں آیا اس کو ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہی ہو کر کہے اور پھر بیٹھ جائے یا سرے سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور ادا کرلے، دوسری شق

---

[1] تبیین الحقائق، ج ۱، ص ۲۰۰، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[2] بخاری شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۰۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی

میں نماز اس کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں بیشک اس پر لازم کہ تحریمہ کھڑے ہو کر باندھے جب قدرت نہ رہے بیٹھ جائے۔ یہی صحیح ہے، بلکہ ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس کا خلاف اصلا منقول نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

(ان قدر علی بعض القیام ولو متکئا علی عصا او حائط قام لزوما بقدرما یقدرو لو قدر ایة او تکبیرة علی المذهب لان البعض معتبر بالکل)[1]

"اگر نمازی قیام پر قدرے قادر ہو اگرچہ وہ عصا یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسب طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو۔ مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔"

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للعلامۃ الزیلعی میں ہے:

(ولو قدر علی بعض القیام دون تمامه بان کان قدر علی التکبیر قائما او علی التکبیر و بعض القراءة فانه یؤمر بالقیام ویأتی بما قدر علیه ثم یقعد اذا عجز)[2]

"اگر کچھ قیام پر قادر ہو تمام پر نہ ہو، مثلاً: کھڑے ہو کر تکبیر یا تکبیر اور کچھ قرأت پر قادر ہو تو اسے قیام کا حکم دیا جائے اور وہ حسب طاقت قیام کے ساتھ بجالائے، پھر جب عاجز آئے تو بیٹھ جائے۔"

---

[1] درمختار شرح تنویر الابصار، باب صلوٰۃ المریض، ج ۱ ص ۱۰۴، مطبوعہ مجتبائی دہلی

[2] تبیین الحقائق، باب صلوٰۃ المریض، ج ۱ ص ۲۰۰، مطبوعہ امیریہ کبری مصر

خانیہ میں ہے:

(ولو قدر علی ان یکبر قائما ولا یقدر علی اکثر من ذلك یکبر قائما ثم یقعد)[1]

"اگر کھڑے ہو کر صرف تکبیر کہنے پر قادر ہے اس سے زیادہ قادر نہیں تو کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔"

اس سے آگے آخر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"آج کل بہت جہال ذرا سی بے طاقتی مرض یا کبرسن میں سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں حالانکہ اولا ان میں بہت ایسے ہیں کہ ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کرسکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو نہ گر پڑنے کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید ہو صرف ایک گونہ مشقت و تکلیف ہے جس سے بچنے کو صراحۃً نمازیں کھوتے ہیں ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہی لوگ جنھوں نے بحیلۂ ضعیف و مرض فرض بیٹھ کر پڑھے اور وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اتنی دیر میں دس بارہ رکعت ادا کرلیتے ایسی حالت میں ہر گز قعود کی اجازت نہیں بلکہ فرض ہے کہ پورے فرض قیام سے ادا کریں۔ کافی شرح وافی میں ہے:

(ان لحقه نوع مشقة لم یجز ترك القیام)

"اگر ادنیٰ مشقت لاحق ہو تو ترک قیام جائز نہ ہوگا۔"

ثانیاً مانا کہ انھیں اپنے تجربہ سابقہ خواہ کسی طبیب مسلمان حاذق عادل مستور الحال غیر ظاہر الفسق کے اخبار خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم ہمتی و آرام طلبی پر مبنی نہ ہو بظن غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض موجود شدید و مدید ہوگا مگر یہ بات طویل

---

[1] فتاویٰ قاضی خان، باب صلوٰۃ المریض، ج ۱ ص ۸۲، نولکشور لکھنو

قیام میں ہوگی تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا کہ اتنے قیام کی طاقت تھی اتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا ہی قیام میں ادا کرتے جب وہ غلبہ ظن کی حالت میں پیش آتی بیٹھ جاتے یہ ابتدا سے بیٹھ کر پڑھنا اب بھی ان کی نماز کا مفسد ہوا۔

ثالثاً ایسا بھی ہوتا ہے، کہ آدمی اپنے آپ بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے سے یا کسی آدمی خواہ دیوار پر تکیہ لگا کر کل یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اس سہارے یا تکیہ۔ کے ذریعے سے کر سکے بجالائے، کل تو کل یا بعض ورنہ صحیح مذہب میں اس کی نماز نہ ہوگی (فقد مر من الدر ولو متكئا على عصا او حائط) [1] ''در کے حوالے سے گزرا اگرچہ عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے۔''

تبیین الحقائق میں ہے:

(لو قدر على القيام متكئا (قال الحلواني) الصحيح انه يصلى قائما متكئا ولا يجزيه غير ذلك و كذلك لو قدر ان يعتمد على عصا او على خادم له فانه يقوم ويتكى) [2]

''اگر سہارے سے قیام کر سکتا ہو (حلوانی نے کہا) تو صحیح یہی ہے کہ سہارے سے کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اس کے علاوہ کفایت نہ کرے گی اور اسی طرح اگر عصا یا خادم کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے سے نماز ادا کرے۔''

---

[1] درمختار، باب صلوٰۃ المریض، ج ۱ ص ۱۰۴، مطبوعہ مجتبائی دہلی

[2] تبیین الحقائق، باب صلوٰۃ المریض، ج ۱ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعۃ امیریہ کبریٰ مصر

یہ سب مسائل خوب سمجھ لیے جائیں باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام و تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے جس پر اطلاع نہایت ضروری و اہم کہ آج کل ناواقفی سے جاہل تو جاہل بعض مدعیان علم بھی ان احکام کا خلاف کر کے ناحق اپنی نمازیں کھوتے اور صراحۃً مرتکب گناہ و تارک الصلوٰۃ ہوتے ہیں۔

وبالله العصمة ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم
والله سبحنه وتعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم

سجدہ کتنی بلند جگہ پر ہو سکتا ہے

اگر نمازی زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا لیکن اتنی بلند جگہ پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے جس کی مقدار دو خشت یعنی ۱۲ انگل تقریباً ۹ انچ سے کم ہو تو اس پر سجدہ کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ امام بکر علی ابن الحداد الجوہرۃ النیرہ میں رقمطراز ہیں:

(قال الحلواني ان كان التفاوت مقدار اللبنة او اللبنتين يجوز وان كان اكثر لايجوز واراد اللبنة المنصوبة لا المفروشة وحد اللبنة ربع ذراع)

''امام حلوانی فرماتے ہیں۔ اگر (سجدہ اور قدم کے درمیان تفاوت ایک خشت یا دو خشت (۹ انچ) کی مقدار تک ہے تو جائز اس سے زیادہ ہے تو ناجائز اندازہ کھڑی اینٹ کا ہوتا ہے بچھی اینٹ کا نہیں اور ایک اینٹ کی حد ربع گز ۶ا انگل (½۴ا انچ) ہے۔'' [1]

---

[1] i- الجوہرۃ النیرۃ، ج ۱ ص ۱۰۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔
ii- فتح القدیر شرح الھدایۃ، ج ۱ ص ۲۶۳، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ذراع کی وضاحت

ذراع کی تحقیق میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

(وفی البحر أن فی کثیر من الکتب أنه ست قبضات لیس فوق، کل قبضة إصبع قائمة فهو اربع و عشرون اصبعا بعدد حروف: لا اله الا الله محمد رسول الله والمراد بالاصبع القائمة ارتفاع الا بهام کما فی غاية البيان. والمراد بالقبضة أربع (صابع مضمومة، نوح اقول: وهو قريب من ذراع اليد، لانه ست قبضات و شئ وذلك شبران) [1]

"یعنی "بحر الرائق" میں ہے کہ اکثر کتابوں میں ذراع کی مقدار (پہلو بہ پہلو ملاتے ہوئے) چھ قبضہ ہیں اس سے زیادہ نہیں اور ہر قبضہ کی مقدار ایک کھڑی انگلی ہے (عرض میں اور اسی طرح عرض میں انگلیاں ملا ملا کر رکھتے جائیں) تو یہ چوبیس انگلیاں (ایک ذراع میں) بنتی ہیں۔ جو کلمہ شریف "لا اله إلا الله محمد رسول الله" کے حروف کی تعداد کے مطابق ہیں اور کھڑی انگلی سے مراد یہ ہے کہ انگوٹھے کو اٹھا کر (قبضہ کے اوپر چوڑائی میں انگلی رکھی جائے) جیسا کہ غاية البيان میں ہے اور قبضہ سے مراد چار ملی ہوئی انگلیاں ہیں۔

میں کہتا ہوں۔ یہی مقدار ذراع الید کے قریب ہے کیونکہ ذراع الید کی مقدار چھ قبضے اور کچھ ہے یعنی دو بالشت کی لمبائی۔"

[1] رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۳۸۳، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

ایسا ہی قاضی محمد اعلیٰ التھانوی لکھتے ہیں:

(والذراع بمعنى گز عند الفقهاء أربعة و عشرون إصبعا مضمونة سوى الإبهام بعدد حروف لا إله إلا الله محمد رسول الله و كل إصبع ست شعيرات مضمومة بطون بعضها إلى بعض و يسمى بذراع الكرباس وهو المعتبر فى تقدير العشر فى العشر) [1]

"یعنی ذراع جس کا معنیٰ گز ہے فقہاء کرام کے نزدیک اس کی مقدار انگوٹھے کے علاوہ چوبیس انگلیوں کو پہلو بہ پہلو ملانے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ جو کلمہ شریف لا اله إلا الله محمد رسول الله کے حروف کی تعداد کے مطابق ہیں اور ہر انگلی کی مقدار چھ جو کو پہلو بہ پہلو ملانے کے برابر ہے اور اس کا نام ذراع الکرباس بھی ہے اور یہی مقدار دہ دردہ کے پیمانے میں پھیلے ہوئے پانی کی لگائی جاتی ہے۔"

منیہ اور اس کی شرح غنیۃ میں ہے:

(ولو كان موضع السجود أرفع اى أعلى من موضع القدمين إن كان إرتفاعه إرتفاع لبنتين منصوبتين جاز السجود عليه والإ أى وإن لم يكن إرتفاعه مقدار لبنتين بل كان أزيد فلا يجوز السجود وأراد باللبنة فى قوله مقدار لبنتين لبنة بخارىٔ وهى ربع ذراع عرض ست أصابع فمقدار

[1] کشاف اصطلاحات الفنون، ج ۱، ص ۵۱۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان

إرتفاع اللبنتين المنصوبتين نصف ذراع طول اثنتي عشرة إصبعاً) [1]

”اگر سجدہ قدموں کی جگہ سے بلند ہو پھر دیکھیں گے کہ یہ بلندی دو کھڑی اینٹوں کے برابر ہے تو اس پر سجدہ جائز ہے اور اگر یہ بلندی دو اینٹوں کی مقدار نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے تو اس پر سجدہ جائز نہیں اور مصنف کے قول ”مقدار لبنتين“ میں اینٹ سے مراد بخارا کی اینٹ ہے جس کی مقدار چوتھائی گز (۴½ انچ) ہے یعنی چھ انگلیوں کی چوڑائی جس کے مطابق دو کھڑی اینٹوں کی بلندی نصف گز طولاً ۱۲ انگلیاں (۹ انچ) ہے۔“

نوٹ: گز شرعی ۱۸ انچ کا ہوتا ہے جبکہ گز انگریزی ۳۶ انچ کا ہوتا ہے اور یہاں گز سے مراد شرعی گز ہے۔

بلند شئے پر سجدہ کے لیے شرط

بلند شئے پر سجدہ کے لیے شرط یہ ہے کہ اس شئے کو زمین کی سختی پہنچتی ہو۔ چنانچہ منیہ اور اس کی شرح غنیۃ میں ہے:

(ولو كانت الوسادة على الأرض فسجد عليها جاز أيضا ولكن إن كان يجد قوة الأرض تكون صلوته بالركوع والسجود والإفهي بالإيماء أيضا وفائدتها تظهر فيما إذا قدر في إثنائها على الركوع والسجود بلا وسادة فانه يلزم استيناف الصلوة ولا يجوزله

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۲۸۱، مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

البناء ان لم يكن يجد قوة الارض) [1]

”یعنی اگر تکیہ زمین پر ہو پھر اس پر سجدہ کیا تو یہ بھی جائز ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ زمین کی سختی کو پاتا ہو اور اس صورت میں اس کی نماز رکوع وسجود کے ساتھ ادا مانی جائے گی اور اگر وہ زمین کی سختی نہیں پاتا تو اس کی یہ نماز اشارہ سے ادا ہونے والی ہوگی اور ان دو صورتوں میں فرق کا فائدہ وہاں ظاہر ہوگا جہاں (یہ اشارہ سے پڑھنے والا) نماز کے اندر ہی بغیر تکیہ کے رکوع وسجود والی نماز پر قادر ہوگیا کیونکہ اب اسے نئے سرے سے نماز پڑھنا لازم ہے اسی پر بناء جائز نہیں (یہ اس وقت ہے) جب وہ زمین کی سختی نہ پائے۔ (اگر پالے تو بنا جائز ہے)۔“

درمختار میں ہے:

(ولا يُرفع إلى وجهه شيئا يسجد عليه فانه يكره تحريما فإن فعل بالبناء للمجهول، ذكرة العينى وهو يخفض برأسه لسجوده اكثر من ركوعه صح على أنه إيماء لا سجود إلا أن يجد قوة الأرض) [2]

”یعنی چہرے کی طرف کسی ایسی شئے کو نہ اٹھایا جائے جس پر سجدہ کیا جاسکے کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر ایسا کرلیا گیا لیکن وہ اپنے سر کو سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ جھکاتا ہے تو نماز درست ہوجائے گی۔ (خیال رہے کہ) اس طریقہ پر نماز اشارہ سے ادا ہوئی ہے سجدہ سے نہیں۔ مگر وہ زمین کی سختی کو پالے (تو نماز سجدہ سے ادا ہوگی)۔“

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۲۵۹، مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

[2] ردالمحتار ودرمختار، ج ۲، ص ۶۸۵، ۶۸۶، مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

اس کے تحت ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامیؒ رقمطراز ہیں:

(فحینئذ ینظر إن کان الموضوع مما یصح السجود علیه کحجر مثلا ولم یزد إرتفاعه علی قدر لبنة اولبنتین فهو سجود حقیقی فیکون راکعاً ساجدا لا مؤمئاً حتی انه یصح اقتداء القائم به واذا قدر فی صلاته علی القیام یتمها قائما و ان لم یکن الموضوع کذلك یکون مؤمئا فلا یصح أقتداء القائم به واذا قدر فیها علی القیام استأنفها) [1]

"یعنی اس وقت دیکھا جائے گا کہ اگر زمین پر رکھی ہوئی چیز ان چیزوں میں سے ہے جس پر سجدہ درست ہوجاتا ہے مثلاً: پتھر (کہ اس کو زمین کی سختی پہنچتی ہے) اور اس رکھی ہوئی چیز کی بلندی ایک اینٹ یا دو اینٹ سے زیادہ بھی نہیں تو (اس رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کرکے نماز ادا کرنے والا) حقیقی طور پر سجدہ اور رکوع کرکے نماز ادا کرنے والا ہوگا اسے اشارہ سے نماز پڑھنے والا نہیں کہیں گے حتیٰ کہ اگر یہ امام ہے تو اس بیٹھے ہوئے کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے والے کی نماز درست ہوگی اور جونہی یہ شخص دوران نماز کھڑے ہونے پر قدرت پاتا ہے تو بقایا نماز کھڑے ہو کر ادا کرے گا اور اگر زمین پر رکھی ہوئی شئے اس صفت پر نہیں ہے (یعنی وہ زمین کی سختی کو نہ پائے یا اس شئے کی لمبائی دو اینٹوں (نصف گز، ۱۲ انگل یعنی ۹ انچ) سے

[1] ردالمحتار و درمختار، ج ۲، ص ۶۸۵، ۶۸۶، مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

زیادہ ہے) تو اس وقت یہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہوگا لہٰذا اس کے پیچھے کھڑا ہونے والے (تندرست) کی نماز صحیح نہ ہوگی اور جیسے ہی یہ نماز میں کھڑا ہونے پر قدرت پاتا ہے (یعنی کسی طرح صحیح سجدہ کرنے لگ جاتا ہے) تو نماز کو نئے سرے سے پڑھے گا۔"

عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ میں ہے:

(ومعنى الرفع ان یحمل شئی الی وجهه یسجد علیه وان کانت الوسادة موضوعة علی الارض وسجد علیها جاز کذا فی الذخیرة) [1]

"یعنی اٹھانے کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی شئے کو چہرے کی طرف اس طرح اٹھایا جائے کہ اس پر سجدہ کیا جاسکے اور اگر ایسا تکیہ جسے زمین پر رکھا اور سجدہ کیا تو یہ جائز ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

مگر اب غالب مساجد میں ایک اور کراہت پیش آئے گی وہ یہ ہے کہ اگلے درجے کی کرسی صحن سے بلند ہوتی ہے تو کھڑا ہوا نیچے اور سجدہ بلندی پر کیا یہ بلندی اگر دو خشت بخاری یعنی ۱۲ انگل یعنی (ایک خشت) پاؤ گز کی قدر ہوئی جب تو نماز ہی نہ ہوگی کما نص علیه فی الدر المختار (جیسا کہ درمختار میں اس پر نص وارد کی گئی ہے۔ اور اگر اس سے کم ہوئی جب بھی کراہت سے خالی نہیں۔ لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ در کی کرسی اس قدر جس میں امام سجدہ کرسکے زمین کاٹ کر صحن کے برابر کردی جائے اب امام در کے باہر کھڑا ہوا اور اس کٹی ہوئی زمین میں سجدہ کرے سب کراہتیں جاتی رہیں اور وہ جو چوکی رکھ دیتے ہیں یا لکڑی وغیرہ کا

[1] عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ، ج ۱، ص ۲۶۶، مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ پشاور

چبوترہ بنا دیتے ہیں اس سے اگرچہ دو کراہتیں جاتی رہیں کہ اب نہ امام در میں ہے نہ اس کا سجدہ پاؤں کی جگہ سے بلند ہے مگر تیسری کراہت اور عارض ہوئی کہ امام کو مقتدیوں سے بلند جگہ بقدر امتیاز کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ [۱]

بلند جگہ پر بیٹھنے میں قدم رکھنے کی احتیاط

امام بکر علی ابن الحداد الیمنیؒ فرماتے ہیں:

(ولو صلی علی الدکان و أدلی رجلیه عن الدکان عند السجود لا یجوز و کذا علی السریر اذا أدلی رجلیه عنها لا یجوز ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین) [۲]

"یعنی اگر نمازی بلند جگہ پر بیٹھ کر نماز ادا کرتاہ اور اپنے قدموں کو سجدہ کے وقت بلند جگہ سے زمین کی طرف لٹکاتا ہے تو یہ جائز نہیں اور اسی طرح تختہ پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والا جب اپنے قدموں کو بلند جگہ سے نیچے لٹکا کر (کہ قدم زمین سے اٹھیں رہیں) نماز ادا کرے گا تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ اگرچہ سجدہ کی جگہ کو قدموں سے بلند ہی کیوں نہ رکھا گیا ہو۔"

خلاصہ کلام اور احادیث مبارکہ

اگر نمازی زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا لیکن اتنی بلند جگہ پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے جس کی مقدار دو بخارا کی اینٹیں یعنی ۱۲ انگل تقریباً ۹ انچ سے کم ہو تو اس پر سجدہ کرکے نماز ادا کرنا ضروری ہے اور اس بلند شئے کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہو اور اگر بلند جگہ پر بیٹھا ہے تو قدم

[۱] فتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۳۲۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

[۲] الجوهرة النیرة، ج ۱، ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

زمین پر رکھے ہوئے ہوں۔ اسی مفہوم پر چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

چنانچہ امام بیہقی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔

آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں:

(رأیت أم سلمة زوج النبی ﷺ تسجد علی وسادة من أدم من رمد بها) [۱]

"میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چمڑے کے تکیہ پر سجدہ کرتے دیکھا کیونکہ آپ آشوب چشم کے مرض میں مبتلا تھیں۔"

امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل مبارک روایت کرتے ہیں:

(عن انس أنه سجد علی مرفقة) [۲]

"حضرت انسؓ چھوٹے تکیہ پر سجدہ فرماتے۔"

اسی طرح حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل مبارک روایت کرتے ہیں:

(عن ابی العالیة انه کان مریضا و کانت المرفقة تثنی فیسجد علیها) [۳]

"حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مریض تھے آپ کے لیے

[۱] البیہقی، ج ۲، ص ۷ ۰ ۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان

[۲] مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۲۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

[۳] مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۲۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

چھوٹا تکیہ موڑ دیا جاتا جس پر آپ سجدہ فرمالیتے۔"

امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں:

(عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما أنه رخص فی السجود علی الوسادة) [1]

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکیہ پر سجدہ کرنے کی رخصت دیتے تھے۔"

نوٹ:

اگر نمازی بلند شئے پر سجدہ کرے اور وہ شئے ہتھیلی، کپڑا اور تکیہ ہے تو بلا کراہت جائز ہے اور اگر وہ بلند شئے اس کے علاوہ ہے تو حالت عذر میں جائز ورنہ مکروہ ہے۔ چنانچہ غنیۃ میں ہے:

(ولو وضع كفه بالارض و سجد عليها يجوز على الصحيح ولو بلاعذر والوجه فی ذلك ان السجود لا يشترط أن يكون على الارض بلا حائل ولا ان لا يكون موضع السجود ارفع من موضع القدمين حينئذ كان السجود على الكف بمنزلة السجود على فاضل الثوب فيجوز مطلقاً والسجود على الفخذ بمنزلة السجود على الوسادة لكن لما كانت ذلك بعضا منه ولم يتعارف السجود عليها لم يجز بلا عذر بخلاف الكف فان الساجد عليها يعد ساجداً

[1] البیہقی، ج ۲، ص ۳۰۷، دار المعرفہ بیروت لبنان

عرفاً وفی القنیه بسط یدیه وسجد علیها یجزیه ویکره انتهی فالجواز لما قلنا والكراهة لما فیه من مخالفة الماثور من مواظبته علیه السلام ومن بعده) [1]

"یعنی اگر نمازی نے سجدہ کرتے وقت زمین پر ہتھیلی رکھ کر اس پر سجدہ کیا تو صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے اگرچہ بلا عذر ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں اصل وجہ یہ ہے کہ زمین پر سجدہ کرنے میں یہ شرط نہیں ہے کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے بلند نہ ہو۔ ہتھیلی پر سجدہ اس وقت اپنے زائد کپڑے پر سجدہ کرنے کی مثل ہوگا اور وہ مطلقاً جائز ہے۔ البتہ ران پر سجدہ تکیہ پر سجدہ کرنے کی مانند ہے۔ لیکن جب یہ سجدہ نمازی کے اپنے جسم کے بعض حصہ پر ہے اور اس پر سجدہ متعارف نہیں ہے تو بلا عذر جائز نہیں، بخلاف ہتھیلی کے کیونکہ اس پر سجدہ کرنے والے کو عرفاً سجدہ کرنے والا شمار کیا جاتا ہے اور قنیہ میں ہے جس نے اپنی ہتھیلی کو پھیلایا اور اس پر سجدہ کیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ سو جواز اس لحاظ سے ہے جو ہم نے کہا (کہ سجدہ کے لیے زمین پر بلا حائل کی شرط نہیں اور نہ سجدہ کی جگہ کا قدموں کی جگہ سے کچھ بلند ہونا شرط ہے) اور کراہت اس میں اس وجہ سے ہے کہ اس کے اندر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالحین سے منقول مواظبت کی مخالفت لازم آتی ہے۔"

سو ہتھیلی اور کپڑے کے علاوہ کسی شئے پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور عذر کے ساتھ ایسی

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۲۸۰، مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

چیز پر بھی سجدہ جائز ہے جو زمین پر قائم ہو اور اس کی بلندی زمین سے ۹ انچ تک ہو اس سے اوپر نہ ہو اور یہی بات گذشتہ احادیث وآثار سے ثابت ہوتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

سجدہ کی طاقت نہ رکھنے والا اشارہ سے نماز پڑھے

اگر نمازی اس قدر مجبور ہوگیا کہ نہ وہ زمین پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ ہی نصف ذراع (۹ انچ) سے کم کسی شئے سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے پر تو ایسا شخص نماز اشارہ سے ادا کرے گا۔ اشارہ سے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع کے لیے کم جھکے اور سجدہ کے لیے اس سے زیادہ جھک کر نماز ادا کرے اور جھکنے کے لیے بہت زیادہ نیچے جانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ رکوع کے لیے کم اور سجدہ کے لیے اس سے ذرا زیادہ جھک جائے۔"[1]

چنانچہ علامہ برہان الدین مرغینانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(فان لم تستطع الرکوع و السجود أومی إیماء) یعنی قاعداً لأنه وسع مثله (وجعل سجوده أخفض من رکوعه)(لانه قائم مقامهما فأخذ حکمهما)[2]

"اگر رکوع اور سجود کی طاقت نہ رکھے تو اشارہ سے نماز ادا کرے یعنی بیٹھ کر نماز ادا کرے کیونکہ اس طرح بیٹھ کر نماز ادا کرنا ایسے شخص کی وسعت میں ہے (اس سے زیادہ میں اس کو تکلیف ہے اور اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) اور اشارہ

[1] i- اللباب شرح القدوری، ج۱ص ۱۰۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
ii- مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ج۲ص ۲۲، مطبوعہ المکتبۃ الغوثیہ کراچی

[2] ھدایہ، ج۱ص ۱۶۱، مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور

کرتے وقت اپنے سجدہ کو رکوع سے پست رکھے۔ کیونکہ یہ اشارہ رکوع وسجود کے قائم مقام ہے لہٰذا اشارہ رکوع وسجود کا ہی حکم لے گا (اور رکوع کے لیے کم اور سجدہ کے لیے زیادہ جھکے)"۔

ایک اشکال اور اس کا حل

یہاں ایک اشکال اٹھتا ہے کہ قیام ارکان نماز میں سے ایک رکن ہے جہاں قیام کو چھوڑنے کے عذر بیان کیے گئے ان میں تو واقعتاً قیام دشوار تھا۔ لیکن جب بندہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہو اس وقت اس سے قیام کو کیوں ساقط کیا گیا حالانکہ وہ قیام پر قدرت رکھتا ہے حالتِ عذر میں تو قیام کا ترک مانا جاسکتا ہے لیکن خواہ مخواہ جس رکن پر قدرت ہے اسے کیوں چھوڑا جارہا ہے؟

حل

کتب احناف تو اس مسئلہ کو واشگاف لفظوں میں بیان کرتی ہیں کہ جو شخص اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہے اس سے قیام ساقط ہوجاتا ہے۔ چنانچہ نور الایضاح، منیۃ المصلی، قدوری، کنز الدقائق، ھدایہ، فتاویٰ قاضی خان، درمختار ورد المحتار وغیرہ میں اسی طرح رقم ہے۔[1]

[1] (i) نور الایضاح معہ حاشیہ ضوء المصباح ص ۱۱۱، مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی۔
(ii) منیۃ المصلی مع التعلیق المجلی ص ۲۴۵، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
(iii) قدوری مع حاشیہ المعہر النوری ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔
(iv) کنز الدقائق ص ۳۹، مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور۔
(v) ھدایہ، ج۱ص ۱۶۱، مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور۔
(vi) فتاوی قاضی خان، ج۱ص ۸۳، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور۔
(vii) رد المحتار علی الدر المختار، ج۲ص ۶۸۴، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور

البتہ اس بات پر دلیل دیتے ہوئے ملا علی قاری شرح النقایہ میں یوں رقمطراز ہیں:

(وان تعذرا) أی الركوع و السجود (مع القيام أومأ) بهمزة فی اٰخره و قد يبدل أی أشار برأسه قاعدا (ان قدر) علی القعود لانه وسعه (ولا معه) أی وان تعذر الركوع والسجود دون القيام (فهو) أی فالايماء بالركوع و السجود قاعدا (أحب) من الايماء قائما لقرب القعود من الارض وقال الشافعی يتعين القيام لا نه ركن، فلا يسقط بالعجز عن ركن اخر من الركوع و السجود، وأجيب بأن ركنية القيام والركوع لاجل الوسيلة الی السجود الذی هو نهاية التعظيم وسقوط الشئ يسقط وسيلته) [1]

''اگر رکوع اور سجدہ بھی قیام کے ساتھ دشوار ہو گئے تو اشارہ سے نماز ادا کرے یعنی سر کے ساتھ بیٹھ کر اشارہ کرلے اگر بیٹھنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ اس طرح بیٹھ کر نماز ادا کرنا ایسے ہی شخص کی وسعت میں ہے اور اگر رکوع و سجود پر قدرت ہی نہیں رکھتا لیکن قیام پر قدرت رکھتا ہے تو رکوع و سجود کو بیٹھ کر اشارہ سے ادا کرنا کھڑے ہو کر اشارہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس میں زمین کا قرب ہے (جو محل سجود ہے) اور جو امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ قیام کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ رکن ہے اور رکوع و سجود کے رکن سے عاجزی دوسرے رکن کو

[1] شرح النقایہ لعلی قاری، ج ا ص ۳۸۴، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ساقط نہیں کرسکتی۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ قیام و رکوع کی رکنیت سجدہ کی طرف وسیلہ ہونے کی وجہ سے قرار دی گئی ہے کیونکہ سجدہ (عبادت کرنے میں) انتہائی تعظیم پر ہے۔(لہٰذا یہ عبادت میں اصل ہوا) اور اصل شئے کا سقوط اپنے وسیلہ کو بھی ساقط کردیتا ہے۔

مراقی الفلاح علی نور الایضاح میں ترک قیام کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں:

(وان قدر علی القيام و عجز عن الركوع و السجود صلی قاعدا بالايماء)

"وهو افضل من إيمائه قائما، ويسقط الركوع عمن عجز عن السجود و ان قدر علی الركوع لان القيام وسيلة الی السجود فاذا فات المقصود بالذات لا يجب مادونه"

''یعنی اگر وہ قیام پر قدرت رکھتا ہے لیکن رکوع اور سجدہ سے عاجز ہے تو نماز کو بیٹھ کر اشارہ سے ادا کرلے۔ یہ کھڑے ہو کر اشارہ کرکے ادا کرنے سے بہتر ہے اور رکوع ایسے شخص سے ساقط ہو جاتا ہے جو سجدہ سے عاجز آگیا ہو اگرچہ رکوع پر قدرت رکھتا ہو کیونکہ قیام سجدہ کی طرف وسیلہ ہے جب مقصود بالذات (سجدہ) فوت ہو گیا تو اس سے کم درجے کا عمل (اسی ہیئت کے ساتھ) واجب نہ رہا۔'' [1]

علامہ حلبی "غنية المستملی شرح منيته المصلی" میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں:

[1] مراقی الفلاح علی نور الایضاح، ج ۲ ص ۲۵، مطبوعہ المکتبۃ الغوثیہ کراچی

(وان قدر المريض على القيام دون الركوع و السجود اى كان بحيث لوقام لا يقدر ان يركع ويسجد لم يلزمه القيام عندنا بل يجوز أن يؤمی قاعدا وهو افضل خلافا لزفر والثلثة فان عندهم يلزمه أن يؤمی قائما لان القيام ركن فلايترك مع القدرة عليه ولنا ان القيام وسيلة الى السجود للخرور والسجود اصل بدليل ان السجود شرع عبادة بدون القيام كما فى سجدة التلاوة والقيام لم يشرع عبادة وحده ذلك لان السجود غاية الخضوع حتى لوسجد لغير الله يكفر بخلاف القيام واذا كان كذلك فاذا عجز عن الاصل سقطت الوسيلة كالوضوء مع لصلوٰة والسعى مع الجمعة)[1]

''اور اگر مریض قیام پر قدرت رکھتا ہے لیکن رکوع و سجود پر قدرت نہیں رکھتا یعنی اس کیفیت میں ہے کہ اگر کھڑا ہو تو رکوع و سجود پر قدرت ہی نہیں رکھے گا تو اس کو عند الاحناف قیام لازم نہ رہا بلکہ جائز ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرے اور یہی بہترین طریقہ ہے جبکہ امام زفر اور ائمہ ثلثہ (امام مالک امام شافعی و امام احمد) کے نزدیک اس کو کھڑے ہو کر قیام کرنا ضروری ہے کیونکہ قیام رکن ہے اس کو قدرت کے باوجود نہیں چھوڑا جائے گا ہماری دلیل یہ ہے کہ قیام سجدہ اور

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۲۶۲ مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

بارگاہِ الٰہی میں جھکنے کا وسیلہ ہے اور سجدہ اصل ہے کیونکہ سجدہ کو تنہا عبادت کے طور پر کیا جا سکتا ہے لیکن قیام کو نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ سجدہ تلاوت جبکہ قیام کو تنہا عبادت نہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ میں انتہائی عاجزی اور خضوع ہے حتیٰ کہ اگر غیر اللہ کے لیے سجدہ کیا تو کافر ہو گیا جبکہ قیام میں ایسا نہیں۔ لہٰذا جب قیام کی حیثیت ایک وسیلہ کی سی رہ گئی تو جونہی اصل سے عاجز ہوا وسیلہ ساقط ہو جائے گا جیسا کہ وضو نماز کے لیے ہے اور سعی جمعہ کے لیے ہے۔ (کہ جب نماز ساقط ہو گئی تو وضو بھی ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح جمعہ ساقط ہو گیا تو سعی بھی ساقط ہو جائے گی۔)''

واللہ اعلم بالصواب

اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر کسی چیز کو بلند کر کے سجدہ کرے تو کیا حکم؟

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر اشارہ سے نماز ادا کرنے والا کسی چیز کو آگے رکھ کر نماز ادا کرتا ہے تو آیا اس کی نماز ادا ہو گی یا نہیں؟

اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر ایسی بلند شئے پر سجدہ کرتا ہے جسے زمین پر رکھا گیا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی اور اگر اسے ہاتھوں میں اٹھا کر سجدہ کیا گیا خواہ خود اٹھائے یا غیر، اگر عمل کثیر ہو تو نماز باطل ورنہ مکروہ تحریمی ہو گی۔

چنانچہ قدوری میں ہے:

(ولا یرفع الی وجهه شئی یسجد علیه) [1]

"اور چہرے کی طرف ایسی شئے نہ اٹھائی جائے جس پر سجدہ کیا جائے۔"

عالمگیری میں ہے:

(ویکره للمؤمی ان یرفع الیه عودا أو وسادة یسجد علیه) [2]

"اشارہ کرنے والے کے لیے مکروہ ہے کہ اس کی طرف لکڑی یا تکیہ سجدہ کرنے کے لیے اٹھایا جائے۔"

درمختار میں ہے:

---

[1] قدوری، ص ۵۸، مطبوعہ ضیائیہ راولپنڈی

[2] i- فتاویٰ عالمگیری، ج ۱، ص ۱۵۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
ii- کنز الدقائق ص ۲۹، مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور

(ولا یرفع الی وجهه شیئاً یسجد علیه، فانه یکره تحریما) [1]

"چہرے کی طرف کسی شئے کو سجدہ کرنے کے لیے نہیں اٹھایا جائے گا کیونکہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔"

خیال رہے کہ یہ عبارات اور اسی مفہوم کی دیگر عبارات میں مکروہ تحریمی کا محمل ایسی بلند شئے کو قرار دیا جائے گا جسے ہاتھوں سے اٹھایا گیا ہو چنانچہ علامہ شامی اس عبارت کے تحت لکھتے ہیں:

(اقول، هذا محمول علی ما اذا کان یحمل الی وجهه شیئاً یسجد علیه بخلاف ما اذا کان موضوعا علی الارض، یدل علیه ما فی الذخیرة حیث نقل عن الاصل الکراهة فی الاول ثم قال: وإن کانت الوسادة موضوعة علی الارض وکان یسجد علیها جازت صلاته فقد صح أن أم سلمة کانت تسجد علی مرفقة موضوعة بین یدیها لعلة کانت بها ولم یمنعها رسول الله ﷺ من ذلك فان مفاد هذه المقابلة والاستدلال عدم الکراهة فی الموضوع علی الأرض المرتفع، ثم رأیت القهستانی صرح بذلك) [2]

"میں کہتا ہوں یہ عبارت اس صورت پر محمول ہے جب چہرے کی طرف کسی ایسی شئے کو اٹھایا جائے جس پر سجدہ کیا جا سکے، بخلاف اس صورت

---

[1] درمختار، ج ۲، ص ۶۸۵، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

[2] رد المحتار علی الدر المختار، ج ۲، ص ۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

کے جب اس شئے کو زمین پر رکھا جائے اس پر ذخیرہ کی وہ روایت
دلیل ہے جس کو انہوں نے اصل سے نقل کیا کہ کراہت پہلی صورت
میں ہے۔ پھر کہا اگر تکیہ زمین پر رکھا جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو
اس کی نماز جائز ہوگی چنانچہ یہ ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ اپنے
سامنے رکھے ہوئے چھوٹے تکیہ پر (آشوب چشم کی) بیماری کی وجہ
سے سجدہ فرماتیں اور آپ کو اس عمل سے حضور اکرم ﷺ نے منع نہیں
فرمایا۔ ان روایات کے درمیان مقابلہ کا مفاد اور استدلال زمین پر
رکھی ہوئی بلند شئے پر سجدہ کی عدم کراہت کو ثابت کرنا ہے پھر میں نے
قہستانی کو دیکھا تو انہوں نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہوئی تھی۔"

بحر الرائق میں ہے:

(واما نفس الرفع المذکور فمکروہ وصرحہ فی
البدائع وغیرہ لما روی ان النبی ﷺ دخل علی مریض
یعودہ فوجدہ یصلی کذلک فقال: ان قدرت ان
تسجد علی الارض فاسجد وإلا فأوم براسك، وروی
أن عبدالله ابن مسعود دخل علی أخیه یعودہ فوجدہ
یصلی ویرفع الیه عود فیسجد علیه فنزع ذلك من ید
من کان فی یدہ وقال هذا شئی عرض لکم الشیطان
أوم بسجودك، وروی ان ابن عمر رأی ذلك من
مریض فقال أتتخذون مع الله آلهة، واستدل
للکراهة فی المحیط بنهیه علیه السلام عنه وهو

یدل علی کراهة التحریم)

"بہر حال محض مذکورہ طریقے کے مطابق کسی شئے کو اٹھانا مکروہ ہے۔
بدائع وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایک
مریض کی عیادت کو گئے اس کو مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھتے
دیکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو زمین پر سجدہ کرنے کی
قدرت رکھتا ہے تو سجدہ کرو ورنہ سر کے ساتھ اشارہ سے نماز پڑھ اور
مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی
کی عیادت کو گئے اس کو نماز پڑھتے اس طرح پایا کہ اس کی طرف لکڑی
اٹھائی گئی تھی جس پر آپ کا بھائی سجدہ کرتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس
کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس سے کھینچ کر فرمایا یہ ایسی شئے ہے جو شیطان
تمہارے لیے پیش کرتا ہے۔ سجدہ سے اشارہ کر کے نماز ادا کرو اور
مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مریض
سے ایسے عمل کو دیکھ کر فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود
بناتے ہو۔ اور محیط میں حضور اکرم ﷺ کے منع کرنے سے کراہت پر
استدلال، کراہت تحریمی پر دلالت کرتا ہے۔"

اس کے تحت "منحۃ الخالق" میں علامہ شامی رقمطراز ہیں:

(الکراهة فیما اذا رفعه شخص اخر کما یشعربه
ماذکرہ المؤلف وعدمها فیما اذا کان علی الارض،
ثم رأیت القهستانی۔ قال بعد قوله، ولا یرفع الی
وجهه شئی یسجد علیه فیه اشارة الی أنه لو سجد علی

شئی مرفوع موضوع علی الارض لم یکره ولو سجد علی دکان دون صدره یجوز کالتصحیح لکن لو زاد یومی ولا یسجد علیه کما فی الزاهدی) [۱]

''یعنی کراہت اس صورت میں ہے جب اس شئے کو کوئی دوسرا شخص اٹھائے جیسا کہ مؤلف کی عبارت اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور عدم کراہت اس صورت میں ہوگی جب اس شئے کو زمین پر رکھا جائے پھر میں نے قہستانی کو دیکھا تو انہوں نے بھی۔ ولا یرفع الی وجهه الخ کے قول کے بعد یوں وضاحت کی تھی کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اس نے ایسی بلند شئے پر سجدہ کیا جس کو زمین پر رکھا گیا ہے تو یہ مکروہ نہیں اور اگر بلند شئے پر سجدہ کیا جو سینے سے نیچے ہو (یعنی نصف گز شرعی (۹ انچ) سے کم ہو) تو اس کی نماز تندرست شخص کی طرح جائز ہوگی اور اگر بلندی کی مقدار اس سے زائد ہو تو اشارہ سے نماز پڑھے اس پر سجدہ نہ کرے۔''

لہٰذا جن روایات [۲] میں کسی شئے کو اٹھا کر سجدہ کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے اس کا محل بھی یہی ہے کہ اس شئے کو ہاتھوں سے اٹھایا گیا ہو اور زمین پر نہ رکھا گیا ہو اور اگر زمین پر رکھا گیا ہو تو اس کی بلندی ۹ انچ سے زیادہ نہ ہو کیونکہ یہ بات فقہاء کرام کے نزدیک مسلم ہے کہ زمین پر رکھی ہوئی شئ اگر نصف گز (۹ انچ) سے زیادہ مقدار ہو تو نماز سجدہ سے ادا نہیں

[۱] منحة الخالق علی بحر الرائق، ج ۲، ص ۲۰۰، ۲۰۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

[۲] (i) السنن الکبری ج ۲، ص ۳۰۶، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان۔ (ii) السنن الصغری، ج ۱، ص ۱۸۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ (iii) الاوسط للطبرانی ج ۸، ص ۴۲، مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض۔ (iv) البنایہ شرح الھدایہ، ج ۳، ص ۱۹۶ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان

ہوگی۔ بلکہ اشارہ سے ادا ہوگی اب ہم آپ کے سامنے وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں ایک گز (۱۸ انچ) کی بلندی پر سجدہ کیا گیا۔ چنانچہ امام بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

(رأیت عدی ابن حاتم یسجد علی جدار فی المسجد ارتفاع قدر ذراع) [۱]

''یعنی میں نے حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں دیوار پر سجدہ کرتے دیکھا جس کی لمبائی ایک گز کی بلندی پر تھی۔''

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر اشارہ سے پڑھی جانے والی نماز میں ایک گز شرعی (۱۸ انچ) کی مقدار پر سجدہ کیا جائے تو ایسی بلند شئے پر رکوع کے لیے کم اور سجدہ کے لیے ماتھا اس شئ پر رکھ دیا جائے تو اشارہ سے پڑھنے والے شخص کی نماز ہو جائے گی۔

تختہ دار کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت

لہٰذا اس اعتبار سے مساجد میں رکھی گئیں تختہ دار کرسیوں پر ان حضرات کی نماز ہو جائے گی جو زمین پر واقعتاً سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں اور یہ نماز مکروہ تحریمی بھی نہ ہوگی۔ خاص اس صورت کے بارے میں جن حضرات [۲] نے درمختار کی عبارت نقل کر کے اشارہ سے نماز پڑھنے والوں کے لیے بھی ایسی کرسی پر نماز مکروہ تحریمی قرار دی ہے ان سے تسامح واقع ہوا ہے۔ ہم نے گزشتہ عبارت میں ''ردالمحتار'' اور ''منحۃ الخالق'' کے حوالہ سے علامہ ابن عابدین شامی کی صراحت نقل کی ہے کہ اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے بلند شئی کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہے تو اس کے لیے رکوع کے لیے کم اور سجدہ کے لیے اس شئی پر ماتھا رکھ دینا جائز

[۱] السنن الکبری للبیہقی، ج ۲، ص ۳۰۷، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت لبنان

[۲] مفتی منیب الرحمن صاحب، تفہیم المسائل ۳ / ۶۰، ۶۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ہے کراہت اس صورت میں ہے اگر اس شئ کو ہاتھوں میں اٹھایا گیا ہو خواہ اپنے یا غیر کے جبکہ تختہ دار کرسی کے تختے کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہوتی ہے لہٰذا اس پر اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کی نماز ادا ہو جائے گی اگرچہ احتیاط زمین پر بیٹھ کر پڑھنے میں ہے اور جو زمین پر سجدہ کر سکتا ہے اس کی نماز کرسی پر نہیں ہوگی۔

نصف گز (۹ انچ) کی بلندی تک سجدہ کا تحقق کیوں؟

اب رہا یہ سوال کہ فقہاء کرام نے زمین پر رکھی گئی شئ کے لیے نصف گز شرعی (۹ انچ) کی مقدار کیوں مقرر فرمائی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سجدہ کا تحقق ہی اتنی بلندی پر ہوتا ہے۔ اسی واسطے سجدہ کی حد بیان کرتے ہوئے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے:

(وقالوا: لان الركوع هو الانحناء والسجود هو الإنخفاض لغة فتتعلق الركنية بالأدنى منهما وقالو ايضا قوله تعالى: (اركعوا واسجدوا) امر بالركوع والسجود وهما لفظان خاصان يرادبهما الانحناء والانخفاض. فيتادى ذلك بادنى ماينطلق عليه من ذلك) [1]

"یعنی مشائخ نے (رکوع اور سجود میں طمانیت کو فرض قرار نہیں دیا) کیونکہ لغت میں رکوع کہتے ہیں جھکنے کو اور سجدہ کہتے ہیں انتہائی پست ہونے کو لہٰذا ان دونوں میں سے ادنیٰ وجود کے ساتھ بھی رکنیت کا تحقق ہو جائے گا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان: (ارکعوا واسجدوا) "رکوع کرو اور سجدہ کرو"، میں حکم رکوع اور سجدہ کا ہے اور یہ دونوں لفظ خاص ہیں جن سے مراد انحناء (جھکنا) اور

[1] نخب الافکار فی شرح معانی الآثار، ج ۲ ص ۶۵۳ مطبوعہ الوقف المدنی الخیری دیوبند الہند

انخفاض (انتہائی پست ہونا) ہے سو رکوع اور سجدہ اس ادنیٰ مقدار کے ساتھ ہی ادا ہو جائیں گے جس پر اس کا اطلاق ہو جائے۔"

علامہ حلبی علیہ الرحمہ "غنیۃ المستملی" میں رقمطراز ہیں:

(و كذلك ركنية السجود متعلقة بادنى مايطلق عليه اسم السجود وهو وضع الجبهة على الارض والكلام فيه كالكلام في الركوع ......الخ)

(والخامسة من الفرائض السجدة وهي فريضة تتادى بوضع الجبهة على الارض اوما يتصل بها بشرط الانخفاض الزائد على نهاية الركوع مع الخروج عن حد القيام لانه لايعد ساجدا لغة وعرفا بما دونه ويعتد به واما تاديه على وجه الكمال فهو بوضع الجبهة والانف والقدمين واليدين والركبتين) [1]

"یعنی اسی طرح سجدہ کی رکنیت ہے کہ وہ بھی (رکوع کی طرح) اس ادنیٰ مقدار کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جس پر سجدہ کے نام کا اطلاق کیا جا سکے اور وہ ہے زمین پر چہرے کو رکھنا اور سجدہ میں رکوع کی مثل گفتگو ہے......الخ"۔

"فرائض میں سے پانچواں فرض سجدہ ہے اور یہ ایسا فرض ہے جو زمین پر چہرہ رکھنے کے ساتھ ادا ہو جاتا ہے یا اس چیز پر چہرے رکھنے کے ساتھ ادا ہو جاتا ہے جو زمین کے ساتھ متصل ہے لیکن اس

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۲۷۷، ۲۷۸ مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

میں شرط یہ ہے کہ جہاں رکوع کی مقدار کی انتہاء ہوتی ہے سجدہ میں ذرا اس سے زیادہ پستی پائی جائے اور قیام کی حد سے باہر ہو کیونکہ اتنی مقدار سے اوپر والے کو لغت اور عرف میں سجدہ کرنے والا نہیں کہا جاتا البتہ سجدہ کو کمال کے طریقہ پر پیشانی، ناک، دونوں قدم، ہاتھ اور دونوں گھٹنے کو زمین پر رکھنے سے ادا کیا جائے گا۔"

"غنیۃ المستملی" میں سجدہ کی اس بلندی کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ حلبی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

(ولو وضع کفہ بالارض وسجد علیہا یجوز علی الصحیح ولو بلاعذر والوجہ فی ذلك ان السجود لا یشترط ان یکون علی الارض بلا حائل ولا ان لایکون موضع السجود ارفع من موضع القدمین)[1]

"یعنی اگر نمازی نے سجدہ کرتے وقت زمین پر ہتھیلی رکھ کر اس پر سجدہ کیا تو صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے اگر چہ بلا عذر ہی کیوں نہ ہو اس میں اصل وجہ یہ ہے کہ زمین پر سجدہ کرنے میں یہ شرط نہیں ہے کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے بلند نہ ہو۔"

سو ثابت ہوا کہ سجدہ کا تحقق خاص زمین کے ساتھ چہرہ ملانے میں منحصر نہیں بلکہ اتنی بلند جگہ جس میں رکوع سے ذرا زیادہ جھکنا پایا جائے اس سے بھی سجدہ ثابت ہو جاتا ہے اور وہ بلندی کی مقدار ہمارے فقہائے کرام کی تحقیق کے مطابق نصف گز شرعی (۹ انچ) ہے۔ لہٰذا تختہ دار کرسی میں اگر چہ قدموں اور سجدہ کی جگہ میں خاصا فرق آرہا ہے اور اس سے سجدہ کے

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۲۸۰، مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

ساتھ نماز ادا نہیں ہوتی لیکن اس پر اشارہ سے نماز ادا کرنے والے شخص کی نماز فقہاء کرام کی گزشتہ عبارت کی روشنی میں ادا ہو جائے گی۔

علامہ احمد طحطاوی علیہ الرحمہ کی عبارت کا حل

بعض حضرات نے علامہ احمد طحاوی علیہ الرحمہ کی مراقی الفلاح کی شرح میں لکھی گئی عبارت سے تختہ دار کرسی پر اشارہ سے نماز پڑھنے والوں کے لیے بھی مکروہ تحریمی کا حکم لگایا ہے جبکہ علامہ کی عبارت کا مفہوم یہ نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مراقی الفلاح میں یوں ہے:

(فان فعل) أی: وضع شیا فسجد علیہ (وخفض راسہ) للسجود عن ایمائہ للرکوع (صح) ای: صحت صلاتہ لوجود الإیماء لکن مع الإسائۃ لما روینا)[1]

"یعنی اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والے نے کسی چیز کو رکھ کر اس پر سجدہ کیا اور اپنا سر اشارہ میں سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ جھکا لیا تو صحیح ہے یعنی اس کی نماز درست ہو جائے گی کیونکہ اشارہ پایا گیا ہے لیکن یہ نماز "مع الاساءۃ" جائز ہوئی اس منع والی روایت کی وجہ سے جسے ہم نے گزشتہ بیان کیا۔"

اس کے تحت علامہ احمد طحطاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(المراد بہا کراهۃ التحریم یظهر للنهی عنہ فی الحدیثین السابقین)[2]

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، ج ۲، ص ۲۲، ۲۳، مطبوعہ المکتبہ الغوثیہ کراچی

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، ج ۲، ص ۲۲، ۲۳، مطبوعہ المکتبہ الغوثیہ کراچی

''یعنی اساءۃ سے مراد اس صورت میں مکروہ تحریمی ہوگا جس کے بارے نہی گزشتہ دو حدیثوں میں ظاہر ہوئی۔''

ہم علامہ طحطاوی علیہ الرحمہ کی عبارت کا محمل بیان کرنے سے قبل ''اساءۃ'' کی مختصر سی وضاحت قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

''اساءۃ'' کی وضاحت

''اساءۃ''سوء سے مشتق ہے جس کا معنی ہے (برا ہونا) علامہ ابن عابدین شامی ''اساءۃ'' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها، ووفقنا بينها بانها دون كراهة التحريمه وافحش من كراهة التنزيهة)[1]

''کیا ''اساءۃ'' کراہت سے کم یا زیادہ درجہ کو کہیں گے؟ ہم نے (اساءۃ کے بارے میں مختلف اقوال میں) تطبیق یوں دی کہ اساءۃ مکروہ تحریمی سے کم اور مکروہ تنزیہی سے زیادہ درجہ کو کہتے ہیں۔''

یہی تحقیق قدرے تفصیل سے علامہ شامی علیہ الرحمہ نے ترک سنت کی بحث میں بھی بیان کی۔[2]

لیکن حق یہ ہے کہ اساءۃ کے مفہوم میں وسعت ہے کبھی اس کا اطلاق مکروہ تحریمی پر ہوتا ہے اور کبھی مکروہ تنزیہی پر، اصل اس میں دلائل شرع معتبر ہیں۔ اگر دلائل شرع تحریم کی طرف داعی ہیں تو مکروہ تحریمی ورنہ مکروہ تنزیہی چنانچہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

[1] ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۲، ص ۳۰۷، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

[2] ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۲، ص ۲۰۷، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

''اساءۃ کے بارے میں اگرچہ کلماتِ علماء مضطرب ہیں کوئی اسے کراہت سے کم کہتا ہے:

(كما فى الدر صدر سنن الصلوة وبه نص الامام عبد العزيز فى الكشف وفى التحقيق)

جیسا کہ درمختار میں سنن نماز کے شروع میں ہے اور امام عبدالعزیز بخاری نے کشف میں اور تحقیق میں اسی کی تصریح کی ہے۔''

کوئی زائد، كما فى الشامى عن شرح المنار للزين ''جیسا کہ شامی میں محقق زین ابن نجیم کی شرح منار سے نقل ہے۔'' کوئی مساوی كما فى الطحطاوى ثمه وفى إدراك الفريضة عن الحلبى شارح الدر ''جیسا کہ طحطاوی نے سنن نماز اور باب ادراك الفريضه میں امام حلبی، شارح درمختار سے نقل ہے۔''

مگر عندالتحقیق اس کا مقابل سنت موکدہ ہونا چاہیے کہ جس طرح سنت موکدہ واجب و سنت زائدہ میں برزخ ہے یونہی اساءۃ کراہت تحریم و کراہت تنزیہ میں کمافی الشامی۔[1]

اساءۃ کے بارے جب تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت تحریم و تنزیہہ میں مشترک ہے اور دلائل شرع جس طرف داعی ہوں وہی جانب راجح ہوجائے گی۔

لہٰذا ہمیں اب اس مسئلہ میں دلائل شرع کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور ہمارے گزشتہ دلائل فقہاء کرام کی عبارات اور احادیث مبارکہ ہیں جن سے ہم نے یہ ثابت کیا کہ اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والا تختہ دار کرسی پر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز ہوجائے گی اور اگر اساءۃ کے ساتھ بھی مانی جائے تو اس کا درجہ بھی ان دلائل شرع کی روشنی میں کراہت تنزیہی کا ہوگا اور کراہت تنزیہی کا عمل گناہ نہیں ہوا کرتا'' كما حققق عليه فاضل البريلوى رحمه الله فى فتاوه''

---

[1] فتاوی رضویہ ج (اب) ص ۹۰۳، ۹۰۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اور رہا جو علامہ طحطاوی ؒ نے اساءۃ کے بارے فرمایا۔اس بارے ذرا توجہ مطلوب ہے۔ آپ کی عبارت ہے:

(فیما یظهر للنهی عنه)

"یعنی جس صورت میں نہی ظاہر ہوئی۔"

یہاں سے تو علامہ طحطاوی گزشتہ احادیث میں جو منع کی صورت ظاہر ہوئی اس پر مکروہ تحریمی کا حکم لگا رہے ہیں اور منع کی صورت دیگر دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے حق میں یہی نکلتی ہے کہ اس شئے کو ہاتھوں میں اٹھایا گیا ہو۔جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی کی عیادت کو گئے تو اسے اٹھائی ہوئی لکڑی پر سجدہ کرتے پایا۔

(فنزع ذلك من يد من كان في يده...... الخ) [۱]

"آپ نے جس کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس سے کھینچ کر فرمایا: یہ ایسی شئے ہے جو شیطان تمہیں پیش کرتا ہے۔"

اور حدیث میں رفع کا معنی بھی ہاتھوں سے اٹھانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

علامہ طحطاوی علیہ الرحمہ کی عبارت سے اس بات کی وضاحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ منع کی گزشتہ احادیث کو کسی خاص صورت پر محمول کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کو ترک کرتے ہیں اور وہ خاص صورت یہی ہے کہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے کسی شئے کو ہاتھوں میں اٹھا کر رکھا گیا ہو۔لہٰذا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے تختہ دار کرسی پر نماز کو ناجائز کہنا افراط ہے اور تندرست شخص کے لیے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کو جائز کہنا تفریط ہے۔

---

[۱] منحۃ الخالق علی بحر الرائق، ج ۲،ص ۲۰۰،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

تختہ دار کرسی پر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے احتیاطی تدابیر

اولاً یہ بات سمجھ لیں کہ جو شخص اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہے وہ اگر مطلوب مقدار (۱۹ انچ) سے بلند شئے پر سر رکھ بھی دے تو اس سر رکھنے کو اشارہ ہی کہیں گے سجدہ نہیں کہیں گے۔ [۱]

ثانیاً اشارہ سے نماز ادا کرنے والا اپنے اشارہ میں رکوع کے لیے کم اور سجدہ کے لیے زیادہ جھکے گا۔اگر رکوع وسجود کو برابر کر دیا یعنی رکوع کے لیے بھی تختہ پر سر رکھ دیا اور سجدہ کے لیے بھی تختہ پر سر رکھ دیا تو نماز درست نہ ہوگی۔ [۲]

بلکہ اسے چاہیے کہ رکوع کے لیے کم جھکے اور سجدہ کے لیے زیادہ جھکے۔

ثالثاً اشارہ کا تحقق سر کی حرکت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ [۳]

بہت زیادہ جھکنا اس کے لیے اب فرض نہیں رہا۔ [۴]

بلکہ اس کے حق میں فرض صرف اشارہ ہے۔ [۵]

اگر اشارہ پایا گیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر اشارہ نہ پایا گیا تو نماز نہ ہوگی۔ [۶]

نتیجہ بحث

گزشتہ گفتگو کا ہمارے سامنے خلاصہ یہ نکلا کہ نماز ادا کرنے والے حضرات دو قسم کے ہیں:

(۱) سجدہ کر کے نماز ادا کرنے والے

(۲) اشارہ کر کے نماز ادا کرنے والے

---

[۱] البنایہ شرح الھدایہ، ج ۳،ص ۱۹۵،مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان

[۲] بحر الرائق، ج ۲،ص ۲۰۰،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

[۳] بدائع الصنائع، ج ۱،ص ۲۷۵،مطبوعہ موسسۃ التاریخ العربی بیروت لبنان

[۴] رد المحتار علی الدر المختار، ج ۲،ص ۲۸۵،مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور محلہ جنگی پشاور

[۵] البنایہ شرح الھدایہ، ج ۳،ص ۱۹۵،مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان

[۶] بحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج ۲،ص ۲۰۰،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

(۱) سجدہ کرکے نماز ادا کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں: (i) زمین پر سجدہ کرکے نماز ادا کرنے والے۔ (ii) نصف گز (۹ انچ) کی بلند مقدار پر رکھی گئی شئے پر سجدہ کرکے نماز ادا کرنے والے۔

نوٹ نمبر ۱: جو شخص زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کا بلا عذر ۹ انچ کی بلندی پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور جو عذر کی وجہ سے اتنی بلندی پر سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس پر سجدہ کرنا لازم ہے۔ [1]

نوٹ نمبر ۲: جو شخص سجدہ سے نماز ادا کرنے والا ہے اس کے لیے قیام چھوڑنا جائز نہیں البتہ قیام کے عذروں میں سے اگر کوئی عذر پایا جائے تو قیام چھوڑ سکتا ہے۔

(۲) اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر کسی بلند شئے وغیرہ پر سر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اس بلند شئے کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہے یا اس کو اٹھایا گیا ہے اگر اسے اٹھایا گیا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر اسے زمین کی سختی پہنچ رہی ہے تو پھر دیکھیں گے کیا وہ رکوع کے لیے کم اور سجدہ کے لیے زیادہ جھکتا ہے یا نہیں؟ اگر فرق کرکے جھکتا ہے تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

نوٹ: اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے تاہم کھڑا ہونے کا بھی اسے اختیار ہے۔ [2]

لہٰذا اس وضاحت کی روشنی میں آج کل تختہ دار کرسی یا اس کے علاوہ بلند جگہ پر ایسے شخص کی نماز درست ہوگی جو سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس مسئلہ میں افراط و تفریط سے پرہیز کیا جائے۔ اگر شریعت مطہرہ کی روشنی میں اشارہ

[1] رد المحتار علی الدر المختار، ج ۲، ص ۶۸۶ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور محلہ جنگی پشاور

[2] ...یہ المصلی، ص ۲۴۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

سے نماز پڑھنے والے حضرات اس تختہ دار کرسی پر نماز ادا کر لیتے ہیں تو ہمیں ان کی نماز کی ادائیگی سے کسی چیز کو رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ نیز عذر ثابت ہونے پر کرسی کا صف میں خلا "فرجہ ممنوعہ" (ممنوعہ کشادگی) میں سے نہیں ہے کہ جسے پُر کرنا ضروری ہوتا ہے جبکہ اسے پر کرنا ممکن نہیں نیز یہ عذر ضرورۃً ثابت ہے۔ جو بقدر ضرورت ثابت رہے گا اور یہ قانون مسلم ہے کہ رخصت اپنے پیچھے ضرر نہیں لاتی، سو جو واقعۃً عاجز و مجبور ہو اس کے لیے کرسی صف میں رکھنا فرجۂ ممنوعہ ہے نہ صف میں خلل واقع کرتا ہے اور اس سے صف میں سب کے محاذی ہونا شرط نہ رہا کیونکہ ہم نے اس شخص کے لیے عذر و رخصت تسلیم کر لی ہے۔

اور جو حضرات کسی عذر صحیح کے بغیر خواہ مخواہ تھوڑی سی تھکاوٹ یا ہلکی پھلکی درد سے کرسی یا بلند شئے پر بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں تو ان کی نماز کے نہ ہونے کے فیصلہ سے شریعت مطہرہ کی قلم رکنی نہیں چاہیے۔ آج کل نمازوں میں ایک بے جا سستی کی جارہی ہے یہ نہیں سمجھ پاتے کہ ہم نماز کے لیے وقت بھی نکال رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہم غفلت میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہی حضرات واش روم میں بیٹھ کر قضائے حاجت کریں لیکن مسجد میں آکر جوڑوں کی درد کے بہانے کرسی کی زینت بنیں جب کرسیاں نہیں تھیں کیا اس وقت یہ مریض نہ تھے۔

مساجد میں کرسیوں کی کثیر تعداد دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اپاہجوں کا طوفان امنڈ آیا ہے اور یہ بات بھی انتہائی قابل غور ہے کہ عبادت خانوں میں کرسیوں کا عام رواج عیسائیوں کے چرچ میں تھا۔ ۲۰۰۰ء کے بعد یہ وبا مسلمانوں میں پھیلی اور انہوں نے اپنے عبادت خانوں میں کرسیوں کی عام بھرتی کر دی بلکہ اسے باعث ثواب امر سمجھا جانے لگا۔ کیا چودہ صدیوں تک لوگ بیمار نہ ہوتے تھے؟ خاص موقعہ پر یا خاص شخصیت کے لیے کرسی، پیہڑا وغیرہ اگر رکھا جاتا تو اسے نماز سے فراغت کے بعد اٹھا کر مسجد کے حجرہ میں یا واپس گھر لے جاتے تھے۔

آج کے دور کی طرح نماز سے پہلے چیئرمین حضرات کے لیے پہلے ہی صف اول میں کرسیاں

بچھا کر رکھ دینا اور اسے مسجد میں ہی پڑے رہنے دینا نہیں ہوتا تھا۔ باقی نمازیوں سے خود کو بلا وجہ ممتاز کر کے بیٹھنا یہ تو حکمت جماعت کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ تختہ دار کرسی مسجد میں نماز کے لیے نہیں قرآن مجید پڑھنے کے لیے بنی ہے بندہ ان حضرات سے گزارش کرتا ہے کہ کرسی پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنے والا صف پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنے والوں سے بلند ہو جائے گا اور اسے ہمارے عرف معتبر میں بے ادبی سمجھتے ہیں سو خواہ مخواہ تلاوت قرآن مجید کا بے ادبی پر مبنی طریقہ ایجاد نہ کیا جائے۔ بس بہتری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: ''زمین پر نماز پڑھو اگر طاقت رکھتے ہو'' پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بارے کیا عمل رہا؟

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نظر بند ہو گئی، طبیب نے آپ کو کہا اگر آپ چند دن گدی کے بل لیٹیں تو آپ کی آنکھیں درست ہو سکتی ہیں۔

(فشاور عائشه و جماعة الصحابة رضوان الله تعالیٰ عنهم فلم یرخصوا له فی ذلك)

''آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے اس بارے مشورہ کیا انہوں نے (آپ کی کبرسنی اور تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے) آپ کو اس معاملہ کی رخصت نہ دی اور آپ کو کہا:

(أرایت لو مت فی هذه الایام کیف تصنع بصلاتك) [1]

''تیرا کیا خیال ہے اگر تیری انہی ایام میں موت واقع ہو جائے تو اپنی نمازوں کا کیا کرو گے؟''

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۹ بحوالہ بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۲۸۶ مطبوعہ موسسۃ التاریخ العربی بیروت

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ نجم کی تلاوت فرمائی آپ کے ساتھ لوگوں نے سجدہ کیا کوئی باقی نہ بچا جس نے اپنا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا نہ دیا ہو مگر ایک شخص نے (بجائے سجدہ کرنے کے سجدہ کی جگہ سے) کنکر یا مٹی کو پکڑ کر اپنے چہرے کی طرف اٹھایا اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(فلقد رأیته بعد قتل کافراً) [1]

''بیشک اس واقعہ کے بعد میں نے اس شخص کو کفر کی موت پر قتل ہوتے دیکھا۔''

حضرات محترم! یہ حرمان نصیبی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی طاقت بھی رکھیں پھر بھی اس کے سامنے نہ جھکیں۔

ذرا سوچئے کہیں ہم تو اس کافر کی طرح کرسی کے تختے کو بلند کر کے سجدہ سے رک تو نہیں رہے جسے معبود مان لیا جائے اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا کیسے روا ہے؟ بہر حال گذشتہ عبارات ایک طرف، سدِ ذرائع کے لیے کرسیوں کو مسجد میں رکھنے سے بالکل احتیاط کی جائے۔

واللہ أعلم بالصواب

ہم نے اس مضمون میں حتی المقدور حق کے دامن کو تھامنے کی کوشش کی ہے عبارات فقہاء کے ساتھ احادیث مبارکہ کا التزام بھی کیا ہے اب اس کے بعد جو درستگی پائیں وہ خدائے ذوالجلال کی توفیق اور اساتذہ کی محنت سمجھیں اور جو خطاء ہو اس کا سزاوار مجھ کو ہی ٹھہرائیں۔ غلطی سے مطلع بھی فرمائیں تاکہ آئندہ اسے دور کیا جاسکے۔

[1] بخاری شریف، ج ۱ ص ۱۴۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ حضور ﷺ کے صدقہ ایمان پر فرمائے۔ مجھ خطا کار کو بخشے اور ہم سب پر رحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

یارب بالمصطفٰی بلغ مقاصدنا
واغفر لنا مامضی یاواسع الکرم

طالب دعا:
ضمیر احمد مشرتغائی
الراجی الی رحمۃ ربہ الباری

ماآخذ و مراجع

کتب احادیث

☆ صحیح بخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
☆ صحیح بخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
☆ صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ
☆ سنن نسائی، امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
☆ مسند احمد بن حنبل، امام احمد ابن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مطبوعہ مکتبہ اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
☆ السنن الکبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت لبنان
☆ السنن الصغریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
☆ معجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض ۱۴۰۵ھ
☆ مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۱۶ھ

شروح حدیث

☆ عمدۃ القاری، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

☆ نخب الأفکار علی شرح معانی الآثار، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ مطبوعہ الوقف المدنی الخیری دیوبند، الہند

☆ شرح صحیح مسلم، شیخ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

کتب فقہ

☆ کنز الدقائق، حافظ الملۃ والدین ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور

☆ قدوری، امام ابو الحسین احمد بن محمد بن جعفر بغدادی قدوری، متوفی ۴۲۸ھ مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

☆ در مختار، علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ مطبوعہ مجتبائی دہلی، مکتبہ حقانیہ پشاور

☆ منیۃ المصلی مع التعلیق المجلی، علامہ سدید الدین محمد بن محمد بن علی کاشغری متوفی ۷۰۴ھ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

☆ نور الایضاح، علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی

☆ رد المحتار علی الدر المختار، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

☆ غنیۃ المستملی، علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ھ مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

☆ ھدایہ، شیخ ابو الحسن علی ابن ابو بکر الفرغانی المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور

☆ الجوہرۃ النیرہ، علامہ ابو بکر بن علی بن محمد الحداد، متوفی ۸۰۰ھ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

☆ اللباب فی شرح الکتاب، شیخ عبد الغنی الغنیمی المیدانی متوفی ۱۲۹۸ھ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

☆ البنایہ شرح الھدایہ، علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، شیخ سید احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

☆ شرح النقایہ، علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

☆ بدائع الصنائع، علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ مطبوعہ مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت لبنان

☆ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی، متوفی ۷۴۳ھ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی، متوفی ۷۴۳ھ مطبوعہ امیریہ کبریٰ مصر

☆ منحۃ الخالق علی بحر الرائق، سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆ البحر الرائق علی کنز الدقائق، علامہ زین الدین بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆ فتاویٰ قاضی خان، علامہ حسین ابن منصور اوز جندی متوفی ۵۹۲ھ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ

☆ فتاویٰ قاضی خان، علامہ حسین ابن منصور اوز جندی متوفی ۵۹۲ھ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

☆ فتاویٰ عالمگیری، ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

☆ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ، ابو الحسنات علامہ عبد الحی بن عبد الحلیم انصاری لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ پشاور

لغات

☆ لسان العرب، جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم، ایران

☆ کشاف اصطلاحات الفنون، قاضی محمد اعلیٰ بن علی الفاروقی التھانوی، متوفی ۱۱۹۱ھ مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور

کتب اُردو

☆ تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

☆ فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا قادری بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ تفہیم المسائل، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی مفتی منیب الرحمن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کلمات دعائیہ

آخر میں بندہ اپنے والدین، اساتذہ ومشائخ کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت اور خاتمہ بالایمان کی دولت عطا فرمائے۔

خصوصاً میرے پیارے ماموں جان

استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ

صاجزادہ **میاں خلیل احمد مرتضائی** حفظہ اللہ تعالیٰ

(صدر مدرس ومہتمم جامعہ مرتضائیہ قلعہ شریف ضلع شیخوپورہ)

کو اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے

اور

اُن کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالب دعا

ابو الحسن محمد

الشہیر

ضمیر احمد مرتضائی غفرلہ الباری

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المومنون)

ترجمہ: "یقیناً ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں عاجزی (اور اطمینان قلبی سے عبادت) کرتے ہیں۔"

دورانِ نماز موبائل فون بند کرنے اور موبائل فون سے متعلق

کئی ایک نت نئے مسائل پر عمدہ تحقیق

موسوم بہ

موبائل فون اور شرعی مسائل و دلائل

قرآن و حدیث اور مفسرین کرام و فقہاء عظام کے اقوال و دلائل کی روشنی میں نماز میں موبائل فون بند کرنے کے بارے "عمل کثیر" پر اعلیٰ تحقیق کا بیان اور اس کے ساتھ ساتھ موبائل فون سے نکاح و طلاق کے مسائل، وقف بجلی سے موبائل فون چارج کرنے کے مسائل، ایڈوانس لوڈ کے جواز اور کئی ایک فوائد پر مشتمل جامع تحقیق

از قلم

استاذ العلماء **مفتی ضمیر احمد مرتضائی** حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

متخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور 042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

لکی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی کے حرام ہونے کے دلائل

اور پرچی والی کمیٹی کے شرعی طریقہ کار کے بیان پر

ایک تحقیقی فتویٰ

موسوم بہ

موجودہ کمیٹیاں شریعت کے آئینہ میں

از قلم

استاذ العلماء، حضرت علامہ و مولانا

مفتی ضمیر احمد مرتضائی حفظہ اللہ

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

042-37225605

Email: muslimkitabevi@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جدید بینکاری

اور

اسلام

لائف انشورنس، جنرل انشورنس، ڈاکخانہ اور
بینکنگ نظام کے جملہ شعبوں کے شرعی احکام

تالیف

محمد نظام الدین رضوی

مسلم کتابوی ○ لاہور

قابلِ مُطالعہ کتابیں






























